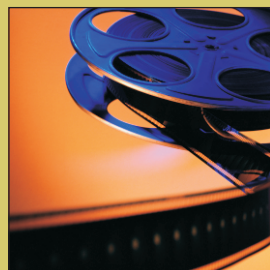


کیمرائی وی اور ویڈیو کی تصاویر

# علماء عرب کی نظر میں



مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبہ تحقیق و اشاعت

Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore

K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149

H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001

Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

## فہرست کیمرہ، ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر علماء عرب کی نظر میں

2	تمہید
4	عکسی تصویر حرام ہے
5	شیخ عبدالعزیز ابن باز کا فتویٰ
7	شیخ علامہ عبداللہ بن عقیل کا فتویٰ
8	شیخ علامہ عبدالرزاق العفیفی کا فتویٰ
9	علامہ شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ کا فتویٰ
12	علماء ”اللمیۃ الدائمۃ“ کے فتاویٰ
21	شیخ علامہ محمد علی الصابونی کا فتویٰ
22	شیخ علامہ صالح الفوزان کا فتویٰ
24	شیخ ناصر الدین الالبانی کا فتویٰ
27	مصری عالم شیخ ابو ذر قلمونی کا فتویٰ
28	شیخ محمد بن صالح العثیمین کا فتویٰ
34	ٹی وی اور ویڈیو کی تصویر بھی حرام ہے
47	”ڈش آئینا“ کا حکم

کیمرہ، ٹی وی اور  
ویڈیو کی تصاویر  
علماء عرب کی نظر میں

باسمہ تعالیٰ

## تمہید

عکسی تصویر اور ٹی وی اور ویڈیو کے بارے میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ علماء ہند و پاک ہی ان کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور عالم اسلام کے دوسرے علماء جیسے علماء عرب و مصر وغیرہ سب کے سب ان کو جائز کہتے ہیں، یہ غلط فہمی خود بندے کو بھی رہی، لیکن ایک مطالعہ کے دوران علماء عرب و مصر کے متعدد فتاویٰ و تحریرات نظر سے گزریں تو اندازہ ہوا کہ ان کا بھی ”عکسی تصویر“ اور ”ٹی وی“ اور ”ویڈیو“ کے بارے میں وہی نقطہ نظر ہے جو ہندوستانی و پاکستانی علماء کا شروع سے رہا ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ وہاں کے بعض علماء نے عکسی تصویر کو جائز کہا ہے اور ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر کو بھی عکس مان کر ان کو بھی جائز کہا ہے، لیکن یہ وہاں کے جمہور کا فتویٰ نہیں ہے، جمہور علماء اسی کے قائل ہیں کہ یہ تصاویر کے حکم میں ہیں اور اس لئے حرام و ناجائز ہیں۔ اور خود وہاں کے علماء نے مجوزین کا خوب رد و انکار بھی کر دیا ہے۔ اسی طرح ڈش آئنٹینا جس کا فساد اب حد سے تجاوز کر گیا ہے اور اس نے امت کی تباہی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے اس کے بارے میں بھی علماء عرب کے فتاویٰ میں حرمت کا حکم اور اس سے بچنے کی تلقین موجود ہے۔

خیال ہوا کہ ان حضرات کے اس سلسلہ میں فتاویٰ کو یہاں نقل کر دیا جائے

تا کہ اب تک جو غلط فہمی یہاں کے عوام و علماء کو ہے وہ دور ہو جائے، اور آج جو اس فتنے کو علماء عرب کا حوالہ دیکر رائج کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اس کا سد باب ہو۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

فقط

خادم العلم والعلماء

احقر محمد شعیب اللہ خان

۱۰ رجب المرجب ۱۴۲۹ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## عکسی تصویر حرام ہے

یہ بات ذہن میں رہے کہ اگرچہ بعض علماء مصر و عرب کی جانب سے شمسی تصویر کے جواز کا فتویٰ دیا گیا ہے، مگر یہ وہاں کے تمام علماء کا یا جمہور علماء کا فتویٰ نہیں ہے، بلکہ وہاں کے بھی جمہور علماء کا فتویٰ یہی ہے کہ یہ ناجائز ہے، لہذا آگے بڑھنے سے پہلے خود وہاں کے علماء کی اس سلسلہ میں تصریح ملاحظہ فرمائیجئے۔

”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء“ سعودی حکومت کی جانب سے قائم کردہ ایک دارالافتاء اور علمی مسائل کی تحقیق کا ایک بڑا و معتبر مرکز ہے جس کے صدر الشیخ علامہ عبدالعزیز بن باز تھے، اور متعدد حضرات علماء و مفتیان اس میں تحقیق و افتاء کے کام پر مامور ہیں اسی ”اللجنة الدائمة“ نے ایک فتوے میں کہا کہ:

”القول الصحيح الذي دلت عليه الأدلة الشرعية وعليه جماهير العلماء: أن أدلة تحريم تصوير ذوات الأرواح تضم التصوير الفوتوغرافي واليدوي، مجسما أو غير مجسم، لعموم الأدلة۔ (صحیح قول جس پر شرعی دلائل دلالت کرتے ہیں اور جس پر جمہور علماء قائم ہیں، یہ ہے کہ جاندار چیزوں کی تصویر کی حرمت کے دلائل فوٹو گرافی کی تصویر اور ہاتھ سے بنائی جانے والی تصاویر سبھی کو شامل ہیں، خواہ وہ مجسم ہو یا غیر مجسم ہو، دلائل کے عام ہونے کی وجہ سے) (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ عرب کے جمہور علماء کا فتویٰ یہی ہے کہ شمسی تصویر حرام ہے، اور تصویر کی حرمت کا حکم اس کو بھی شامل ہے، لہذا جو لوگ یہ سمجھتے یا سمجھاتے

ہیں کہ عرب کے علماء سٹنسی تصویر کے جواز کے قائل ہیں، یہ یا تو غلط فہمی ہے یا دھوکہ ہے کیونکہ چند علماء کا فتویٰ سبھی کا فتویٰ نہیں ہو جاتا اور اتباع تو جمہور کی کرنی چاہئے، بالخصوص اس وقت جبکہ ان علماء کے اس فتوے کو جمہور علماء نے رد بھی کر دیا ہو۔

اس کے بعد ہم عرب و مصر وغیرہ کے اہم و معروف علماء کے اس سلسلہ میں فتاویٰ نقل کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان کا ترجمہ بھی کرتے ہیں تاکہ حق واضح ہو جائے۔

### شیخ عبدالعزیز ابن باز کا فتویٰ

(۱) عالم اسلام کے معروف مفتی اور سعودی عرب کے عظیم فقیہ شیخ عبدالعزیز ابن باز جو اپنے علم و تقویٰ کے لحاظ ایک مستند شخصیت مانے جاتے ہیں، ان سے کسی نے پوچھا کہ ان تصاویر کا کیا حکم ہے جن میں آج عام ابتلاء ہے؟ اور لوگ اس میں منہمک ہیں؟ شیخ نے اس کا جواب بہت تفصیل سے دیا ہے، اس جواب میں شروع میں فرماتے ہیں کہ:

”فقد جاء ت الأحاديث الكثيرة عن النبي ﷺ في الصحاح والمسانيد والسنن دالة على تحريم تصوير كل ذي روح، آدميا كان أو غيره“  
(رسول اللہ ﷺ سے صحاح، و مسانید و سنن کی کتابوں میں بہت سی احادیث ہر جاندار کی تصویر کی حرمت پر دلالت کرنے والی آئی ہیں، چاہے وہ آدمی ہو یا کوئی اور چیز)  
اس کے بعد اس کے دلائل ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ: ”وبما ذكرنا في

هذا الجواب من الأحاديث و كلام أهل العلم يتبين لمريد الحق أن توسع الناس في تصوير ذوات الأرواح في الكتب والمجلات والجرائد والرسائل خطأ بين ومعصية ظاهرة“ (ہم نے جواب میں جو احادیث اور اہل علم کا کلام نقل کیا ہے اس سے حق کے متلاشی پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لوگ جو کتابوں، مجلوں،

رسالوں اور جریدوں میں جاندار کی تصویر کے سلسلہ میں وسعت برت رہے ہیں یہ واضح غلطی اور کھلا ہوا گناہ ہے (۱)

(۲) ایک اور فتوے میں شیخ عبدالعزیز ابن باز فرماتے ہیں کہ:

”لا ريب أن إخراج المجلات والصحف اليومية وغيرها بدون تصوير هو الواجب ؛ لأن الرسول ﷺ لعن المصورين وأخبر أنهم أشد الناس عذاباً يوم القيامة ، وهذا يعم التصوير الشمسي والتصوير الذي له ظل ، ومن فرق فليس عنده دليل على التفرقة“

(پیشک مجلات اور روزنامے وغیرہ کا بغیر تصویر کے شائع کرنا ہی واجب ہے ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تصویر لینے والوں پر لعنت کی ہے اور یہ خبر دی ہے کہ وہ لوگ قیامت کے دن سب لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب میں ہوں گے ، اور یہ وعید شمسی تصویر اور اس تصویر کو جس کا سایہ ہوتا ہے عام ہے اور جو شخص ان دونوں میں فرق کرتا ہے اس کے پاس اس فرق کی کوئی دلیل نہیں ہے) (۲)

(۳) ایک صاحب نے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے شمسی تصویر کو آئینہ میں پڑنے والے عکس کے برابر قرار دیا ، اس کتاب پر الشیخ عبدالعزیز ابن باز نے رد کیا اور ان صاحب کے قیاس کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ:

”ويقال له أيضاً : لقد أخطأت في التسوية والقياس من وجهين : أحدهما أن الصورة الشمسية لا تشبه الصورة في المرأة لأن الصورة الشمسية لا تزول عن محلها والفتنة بها قائمة ، وأما الصورة في المرأة فهي غير ثابتة تزول بزوال المقابل لها وهذا فرق واضح لا يمتري فيه عاقل

(۱) فتاویٰ شیخ ابن باز: ۱۷۹/۴-۱۸۹ (۲) فتاویٰ شیخ ابن باز: ۱۳۳/۵



. والثانی أن النص عن المعصوم عليه السلام جاء بتحريم الصور مطلقاً و نص على تحريم ما هو من جنس الصورة الشمسية كالصورة في الثياب والحيطان “ (ان صاحب سے کہا جائے گا کہ تم نے دونوں (شمسی تصویر آئینے کے عکس) کو برابر قرار دینے اور اس قیاس میں دو وجہ سے غلطی کی ہے: ایک اس لئے کہ شمسی تصویر آئینے کی تصویر کے مشابہ نہیں ہوتی، کیونکہ شمسی تصویر اپنے محل سے زائل نہیں ہوتی اور فتنہ اس شمسی تصویر کے ساتھ قائم ہوتا ہے، اور رہی آئینے کی تصویر تو وہ غیر پائیدار زائل ہونے والی ہوتی ہے جو مقابل کی چیز کے زائل ہونے سے زائل ہو جاتی ہے، یہ ایسا واضح فرق ہے جس میں کسی عاقل کو شبہ نہیں ہو سکتا، اور دوسرے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو نص وارد ہے وہ مطلقاً تصویر کی حرمت بیان کرتی ہیں، اور اس نے تصویر شمسی جیسی تصویر کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے جیسے کپڑے اور دیوار کے اوپر کی تصویر) (۱)

### شیخ علامہ عبداللہ بن عقیل کا فتویٰ

شیخ علامہ عبداللہ بن عقیل رحمہ اللہ جو ملک عبدالعزیز کے زمانے میں ریاض میں عہدہ قضاء و افتاء پر مامور رہے، اور بہت بڑے علامہ مانے جاتے تھے، ان سے سوال کیا گیا کہ مجسمہ کی تصویر اور شمسی تصویر میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ:

”وهذا يعم تصوير كل مخلوق من ذوات الأرواح من آدميين وغيرهم ، ولا فرق أن تكون الصورة مجسدة أو غير مجسدة ، وسواء

أُخِذَتْ بِالْأَلَّةِ أَوْ بِالْأَصْبَاحِ وَالنَّقُوشِ أَوْ غَيْرِهَا لِعُمُومِ الْأَحَادِيثِ ، وَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الصُّورَةَ الشَّمْسِيَّةَ لَا تَدْخُلُ فِي عُمُومِ النَّهْيِ ، وَأَنَّ النَّهْيَ مُخْتَصٌّ بِالصُّورَةِ الْمُجَسِّمَةِ وَبِمَا لَهُ ظِلٌّ فَهَذَا تَفْرِيقٌ بَغِيرِ دَلِيلٍ ، لِأَنَّ الْأَحَادِيثَ عَامَةً فِي هَذَا ، وَلَمْ يَفْرُقْ بَيْنَ صُورَةٍ وَ صُورَةٍ ، وَ قَدْ صَرَحَ الْعُلَمَاءُ بِأَنَّ النَّهْيَ عَامٌ لِلصُّورِ الشَّمْسِيَّةِ وَغَيْرِهَا كَالْإِمَامِ النَّوَوِيِّ وَ الْحَافِظِ ابْنِ حَجَرٍ وَغَيْرِهِمَا “ (یہ حرمت کا حکم ہر جاندار مخلوق کی تصویر کو عام ہے خواہ وہ انسان ہو یا کوئی اور مخلوق، اور احادیث کے عموم کی وجہ سے اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ تصویر مجسمہ ہو یا غیر مجسمہ ہوا، اور خواہ وہ کسی آلہ سے لی گئی ہو یا رنگوں یا نقش وغیرہ سے بنائی گئی ہو، سب کا حکم ایک ہے، اور جس نے یہ خیال کیا کہ شمسی تصویر منع کے حکم میں داخل نہیں اور یہ کہ منع ہونا مجسم صورت اور سایہ دار چیزوں کی تصویر کے ساتھ خاص ہے تو یہ تفریق بغیر دلیل ہے، کیونکہ احادیث اس سلسلہ میں عام ہیں، جو ایک قسم اور دوسری قسم میں کوئی فرق نہیں کرتیں، اور علماء جیسے امام نووی اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ یہ منع کا حکم شمسی وغیر شمسی تصویر سب کو شامل ہے) (۱)

### شیخ علامہ عبدالرزاق العفیفی کا فتویٰ

شیخ علامہ عبدالرزاق العفیفی جو کبھی مصر کی معروف یونیورسٹی ”جامعة الا زهر“ میں استاذ تھے اور بعد میں سعودی حکومت میں ”اللجنة الدائمة“ میں مفتی کے عہدے پر فائز رہے، انہوں نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ:

” أما التصوير الشمسي لذوات الأرواح فهو محرم و ممنوع ،

لأن فيه مضاهاة لخلق الله ، ولأن فاعله من أظلم الناس الخ (رہی جاندار کی سٹشی تصویر تو وہ حرام و ممنوع ہے، کیونکہ اس میں اللہ کی تخلیق سے مشابہت و نقالی ہے اور اس لئے بھی کہ اس کام کو انجام دینے والا ظالم لوگوں میں سے ہے) (۱)

### علامہ شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ کا فتویٰ

سعودی عرب کے قاضی القضاة و مفتی علامہ شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ جو سعودی عرب میں مختلف بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے، وہاں کے مفتی بھی رہے، قاضی القضاة بھی رہے، الجامعہ الاسلامیہ، مدینہ کے ریکس بھی رہے، اور رابطہ عالم اسلامی کے صدر بھی رہے، ان کے فتاویٰ شاہ فیصل رحمہ اللہ کے حکم پر جمع کئے گئے ہیں۔ ان کے فتاویٰ سے یہاں چند فتاویٰ نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) ان سے ایک سوال اس سلسلہ میں کیا گیا تو انھوں نے اس کا جواب یہ لکھا ہے کہ: ”فإن التصوير الشمسي وإن لم يكن مثل المجسد من كل وجه فهو مثله في علة المنع ، وهي إبراز الصورة في الخارج بالنسبة إلى المنظر ، ولهذا يوجد في كثير من المصورات الشمسية ما هو أبعد في حكاية المصور حيث يقال : هذه صورة فلان طبق الأصل . وإلحاق الشيء بالشيء لا يشترط المساواة من كل وجه كما هو معلوم . وهذا لو لم تكن الأحاديث ظاهرة في التسوية بينهما ، فكيف وقد جاءت أحاديث عديدة واضحة الدلالة في المقام . وقد زعم بعض مجيزي التصوير الشمسي أنه نظير ظهور الوجه في المرأة ونحوها من الصقيعات ، وهذا فاسد ؛ فإن ظهور الوجه في المرأة ونحوها شيء غير مستقر ، وإنما يُرى بشرط بقاء

المقابلة ، فإذا فَقَدَتِ المقابلة فَقَدْ ظَهَرَ الصورة في المرأة ونحوها بخلاف الصورة الشمسية ؛ فإنها باقية في الأوراق و نحوها مستقرة .  
فإلحاقها بالصورة المنقوشة باليد أظهر وأوضح وأصح من إلحاقها بظهور الصورة في المرأة ونحوها ؛ فإن الصورة الشمسية وبدو الصورة في الأجرام الصقيلة ونحوها يفترقان في أمرين : أحدهما الاستقرار والبقاء ، والثاني : حصول الصورة عن عمل و معالجة“

(تصویر شمسی اگرچہ کہ ہر لحاظ سے مجسمہ کی طرح نہیں ہے لیکن منع کی علت میں اس کے مشابہ ہے اور وہ علت منظر کے لحاظ سے خارج میں صورت کا ظاہر کرنا ہے، اسی وجہ سے بہت سی شمسی تصاویر میں آدمی کی نقل بہت ہی عمدہ نظر آتی ہے جس کی وجہ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اصل کے مطابق فلاں کی صورت ہے، اور جیسا کہ معلوم ہے ایک چیز کو دوسری چیز سے لاحق کرنے میں تمام اعتبارات سے برابر ہونا کوئی شرط نہیں ہے۔ یہ بات تو اس صورت میں ہے جبکہ احادیث دونوں قسم کی تصاویر کے مابین برابری ہونے میں ظاہر نہ ہوں، پھر کیا خیال ہے جبکہ متعدد احادیث اس مقام میں واضح الدلالت بھی وارد ہوئی ہیں؟ اور بعض شمسی تصویر کو جائز کہنے والوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ یہ شمسی تصویر آئینہ وغیرہ صاف و شفاف چیزوں میں دکھائی دینے والے چہرہ کی طرح ہے، اور یہ بات فاسد ہے، کیونکہ آئینہ وغیرہ میں چہرے کا دکھائی دینا ایک غیر مستقر چیز ہے، اس میں اس وقت دکھائی دیتا ہے جبکہ ایک دوسرے کے مقابل ہوں اور جب ایک دوسرے میں تقابل نہ رہے تو یہ دکھائی دینا بھی ختم ہو جاتا ہے، بخلاف شمسی تصویر کے کہ وہ اوراق وغیرہ پر قائم رہ جاتی ہے، لہذا اس کو ہاتھ سے نقش کی ہوئی تصویر سے ملحق قرار دینا بنسبت آئینہ کی تصویر کے زیادہ ظاہر و واضح اور

صح ہے، کیونکہ شمسی تصویر اور شفاف چیزوں میں اجسام کے ظاہر ہونے میں دو طرح فرق ہے ایک یہ کہ استقرار و بقاء میں اور دوسرے عمل و کام سے تصویر کے حاصل ہونے میں (۱)

(۲) مفتی علامہ شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ نے ایک اور موقع پر لکھا ہے کہ:

”وہذ یعم تصویر کل مخلوق من ذوات الأرواح من آدمیین وغیرہم ، ولا فرق أن تكون الصورة مجسدة أو غیر مجسدة ، وسواء أُخذت بالآلة أو بالأصباغ والنقوش أو غیرها، لعموم الأحادیث ، و من زعم أن الصورة الشمسية لا تدخل في عموم النهی ، وأن النهی مختص بالصورة المجسمة وبما له ظل فزعمه باطل ، لأن الأحادیث عامة في هذا ، ولم تفرق بین صورة و صورة وقد صرح العلماء بأن النهی عام للصور الشمسية وغیرها كالإمام النووی والحافظ ابن حجر وغیرہما ۔

(یہ حرمت کا حکم ہر جاندار مخلوق کی تصویر کو عام ہے خواہ وہ انسان ہو یا کوئی اور مخلوق، اور احادیث کے عموم کی وجہ سے اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ تصویر مجسمہ ہو یا غیر مجسمہ ہوا، اور خواہ وہ کسی آلہ سے لی گئی ہو یا رنگوں یا نقش وغیرہ سے بنائی گئی ہو، سب کا حکم ایک ہے، اور جس نے یہ خیال کیا کہ شمسی تصویر منع کے حکم میں داخل نہیں اور یہ کہ منع ہونا مجسم صورت اور سایہ دار چیزوں کی تصویر کے ساتھ خاص ہے تو اس کا خیال باطل ہے، کیونکہ احادیث اس سلسلہ میں عام ہیں، جو ایک قسم اور دوسری قسم میں کوئی فرق نہیں کرتیں، اور علماء جیسے امام نووی اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ یہ منع کا حکم شمسی وغیر شمسی تصویر سب کو شامل ہے) (۲)

(۳) ایک اور جگہ شیخ محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ:

”الصور هي أحد ما لا يصح بيعه ، سواء المأخوذة بالشمسية هذه، أو نسج . ولا منفعة فيها إلا مطالعة الصور ، فحرم الله التصوير ، وإبقاءه واستعماله ، فلا يجوز ذلك“ (تصاویر ان چیزوں میں سے ایک ہیں جن کی خرید و فروخت صحیح نہیں، خواہ وہ کیمرے سے لی گئی ہو یا بنی گئی ہو، اور اس میں کوئی فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ اس کو دیکھا جائے، لہذا اللہ نے تصویر لینے کو، اس کے باقی رکھنے کو، اور اس کے استعمال کو حرام قرار دیا ہے، لہذا یہ جائز نہیں ہے) (۱)

(۴) ایک اور موقع پر آپ نے لکھا ہے کہ:

”الصور سواء مما يمسك باليد وله ظل أو المأخوذات بالآلة أو بالصبغ أو بالخياطة كلها جميعا داخله في التغليظ في التصوير الوارد في الأحاديث ، والتصوير الشمسي أبلغ في المضاهاة“ (تصاویر خواہ وہ ہاتھ سے بنائی جائیں اور ان کا سایہ ہو یا آلے سے لی جائیں یا رنگ سے یا سیون سے بنائی جائیں سب کی سب تصویر کی حرمت میں داخل ہیں جو احادیث میں وارد ہوئی ہے، اور شمسی تصویر تو اللہ کی تخلیق میں مشابہت میں اور بڑھی ہوئی ہے) (۲)

علماء ”اللجنة الدائمة“ کے فتاویٰ

”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء“ سعودی حکومت کی جانب سے قائم کردہ ایک دارالافتاء اور علمی مسائل کی تحقیق کا ایک بڑا و معتبر مرکز ہے جس کا ذکر ہم نے ابتداء میں کیا ہے، اس ”اللجنة الدائمة“ سے بھی متعدد فتاویٰ میں یہی

(۱) فتاویٰ و رسائل محمد بن ابراہیم: ۳/۷ (۲) فتاویٰ و رسائل محمد بن ابراہیم: ۸/۱۲۵

بات بار بار اور پوری شدت کے ساتھ کہی گئی ہے، میں یہاں ”فتاویٰ اللجنة الدائمة“ سے اس سلسلہ کے چند فتاویٰ نقل کرتا ہوں۔

(۱) ”اللجنة الدائمة“ سے ایک سوال کیا گیا ہے جس میں سائل نے شیخ عبدالعزیز بن باز سے پوچھا ہے کہ فوٹو گرافی کی تصویر شمسی کیا ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر کے حکم میں داخل ہے؟ جبکہ بعض نے کہا ہے کہ اس میں صرف ایک ہٹن دبانا ہوتا ہے، اور ہاتھ سے کوئی کام نہیں ہوتا لہذا جائز ہے۔ اور اس شخص نے کویت کے ایک رسالہ میں آپ کی تصویر بھی چھپی ہوئی دکھائی، تو کیا ہم اس کو دلیل جواز سمجھیں؟ اور متحرک تصاویر جیسے ٹیلی ویژن کی تصویر دیکھنے کا کیا حکم ہے؟ اس کے جواب میں ”اللجنة الدائمة“ نے کہا کہ:

”التصوير الفوتوغرافي الشمسي من أنواع التصوير المحرّم ، فهو والتصوير عن طريق النسيج والصبغ بالألوان والصور المحسّمة سواءً في الحكم . والاختلاف في وسيلة التصوير وآلته لا يقتضي اختلافاً في الحكم . و ظهور صورتي في مجلتي ”المجتمع“ و ”الاعتصام“ مع فتواي في أحكام الصيام ليس دليلاً على إجازتي التصوير ، ولا على رضاي به فإنني لأعلم بتصويرهم لي“

(شمسی تصویر بھی حرام تصویروں کی ایک قسم ہے، پس یہ تصویر اور بُنی جانے والی اور رنگی جانے والی اور ہاتھ سے بنائی جانے والی تصویر سب برابر ہے۔ تصویر سازی کے وسیلہ اور آلہ کا مختلف ہونا حکم کے مختلف ہونے کا تقاضا نہیں کرتا۔ اور مہری کتاب ”احکام الصيام“ میں حرمت کے فتوے کے باوجود میری تصویر کا مجلہ ”المجتمع“ اور ”الاعتصام“ میں شائع ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ میں نے اجازت دی ہے یا میں

اس سے راضی ہوں؛ کیونکہ مجھے ان کے تصویر لینے کا کوئی علم ہی نہیں ہے (۱)

(۲) ”فتاویٰ اللجنة الدائمة“ میں ایک سوال کے جواب میں کہا گیا ہے، اور اس فتوے پر چار حضرات علماء کے دستخط ہیں: شیخ علامہ عبدالعزیز ابن باز، شیخ عبدالرزاق عقیفی، شیخ عبداللہ بن عدیان اور شیخ عبداللہ بن قعود، فتوے میں ہے کہ:

”ولیس التصوير الشمسی مجرد انطباع، بل عمل بآلة ینشأ عنه الانطباع فهو مضاهاة لخلق الله بهذه الصناعة الآلية، ثم النهي عن التصوير عام، لما فيه من مضاهاة خلق الله، والخطر على العقيدة والأخلاق، دون نظر إلى الآلة والطريقة التي يكون بها التصوير“ (شمسی تصویر محض عکس نہیں ہے بلکہ آلے کے واسطے سے ایک عمل ہے جس سے عکس پیدا ہوتا ہے، لہذا وہ بھی اس آلے کی فنکاری کے ذریعہ اللہ کی تخلیق کی نقالی ہے۔ پھر یہ تصویر کا ممنوع ہونا سب صورتوں کو عام ہے، کیونکہ اس میں آلہ و طریقہ جس سے تصویر لی جا رہی ہے اس سے قطع نظر تخلیق خداوندی کی مشابہت اور عقیدہ و اخلاق پر خطرہ پایا جاتا ہے) (۲)

(۳) ”اللجنة الدائمة“ کے مفتیان سے سوال کیا گیا کہ چند دوستوں میں شمسی تصویر لینے اور اس کو رکھنے کے بارے میں اختلاف ہو گیا اور کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے، لہذا آپ بتائیں کہ اس کا کیا حکم ہے؟ اس کا جواب فاضل مفتیان نے یہ لکھا ہے کہ:

”التصوير الشمسي للأحياء من إنسان أو حيوان والاحتفاظ بهذه الصور حرام، بل هو من الكبائر، لما ورد في ذلك من الأحاديث

(۱) فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۴/۲۶۳، رقم الفتویٰ: ۳۳۷۴ (۲) فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۱/۴۶۶



الصحيحة المتضمنة للوعيد الشديد والمنذرة بالعذاب الأليم للمصورين ومن اقتنى هذه الصور ، ولما في ذلك من التشبه بالله في خلقه للأحياء ولأنه قد يكون ذريعةً إلى الشرك كصور العظماء والصالحين أو باباً من أبواب الفتنة كصور الجميلات والممثلين والممثلات والكاسيات العاريات“ (انسان وحيوان وغیرہ جاندار چیزوں کی سٹشی و عکسی تصویر لینا اور ان کو باقی رکھنا حرام ہے بلکہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، ان احادیث صحیحہ کی وجہ سے جو تصویر کشی کرنے والوں کو سخت وعید اور دردناک عذاب کی دھمکی پر مشتمل ہیں، اور اس لئے کہ اس میں اللہ کے ساتھ زندوں کو پیدا کرنے میں تشبہ ہے، اور اس لئے کہ یہ شرک کا ذریعہ ہے جیسے بڑے لوگوں اور صالحین کی تصویروں میں ہوتا ہے اور یہ فتنے کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جیسے خوبصورت عورتوں اور فلم ایکٹروں اور ایکٹرس اور نیم عریاں عورتوں کی تصویروں میں ہوتا ہے) (۱)

(۴) ”اللجنة الدائمة“ سے ایک صاحب نے سوال کیا ہے کہ: ہم یہ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تصویر بنانے والوں پر لعنت کی ہے، لیکن یہ تصویر بنانے والے کون ہیں؟ کیا وہ لوگ مراد ہیں جو مجسمے بناتے ہیں یا وہ بھی جو فوٹو گرافی کی تصویر لیتے ہیں؟ اس کا جواب ”اللجنة الدائمة“ کی جانب سے یہ دیا ہے کہ:

”تصوير ذوات الأرواح حرام، سواء كان تصويراً مجسماً أو شمياً أو نقشاً بيد أو آلة لعموم أدلة تحريم التصوير“ (حرمتِ تصویر کے دلائل کے عام ہونے کی وجہ سے جاندار چیزوں کی تصویر حرام ہے، چاہے وہ مجسمہ کی تصویر ہو یا عکسی تصویر ہو یا ہاتھ یا کسی آلہ سے نقش کی ہوئی ہو) (۲)

(۱) فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۲۵۹/۱، رقم الفتویٰ: ۱۹۷۸ (۲) فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۴۶۲/۱،

(۵) ”اللجنة الدائمة“ سے ایک سوال یہ کیا گیا ہے کہ مصوّرین (واو کے زیر کے ساتھ، یعنی تصویر بنانے والوں) پر لعنت تو وارد ہوئی ہے، کیا مصوّرین (واو کے زیر کے ساتھ، یعنی جن کی تصویر لی جائے ان) پر بھی کسی خاص دلیل میں لعنت وارد ہے؟ تو اس سوال کا جواب یہ دیا کہ:

”كما أن الأدلة وردت في لعن المصورين و توعدهم بالنار في الدار الآخرة ، فكذلك الذي يقدم نفسه من أجل أخذ صورة لها داخل في ذلك..... ولا يدخل في ذلك من اقتضت الضرورة أن يأخذ صورة له“ (جس طرح دلائل تصویر بنانے والوں پر لعنت اور ان کو آخرت میں دوزخ کی آگ کی دھمکی کے سلسلہ میں وارد ہیں اسی طرح جو شخص اپنی تصویر لینے کے لئے خود کو پیش کرتا ہے وہ بھی اس میں داخل ہے، ..... ہاں وہ اس میں داخل نہیں جسے تصویر لینے کی ضرورت پیش آئی ہو) (۱)

(۶) ”اللجنة الدائمة“ سے سوال کیا گیا کہ: ”درسی کتابوں میں جو توضیح و تفہیم کے لئے تصویر ہوتی ہے، اسی طرح علمی کتابوں، مجلات و رسائل میں جو تصاویر ہوتی ہیں جن کا ہونا توضیح و تفہیم کے لئے ضروری ہوتا ہے ان کا کیا حکم ہے؟“ ”اللجنة الدائمة“ کے علماء کا جواب یہ تھا کہ:

”تصوير ذوات الأرواح حرام مطلقاً، لعموم الأحاديث التي وردت في ذلك ، وليست ضرورية للتوضيح في الدراسة ، بل هي من الأمور الكمالية ، لزيادة الإيضاح ، وهناك غيرها من وسائل الإيضاح يمكن الاستغناء بها عن الصور في تفهيم الطلاب والقراء ، وقد مضى على الناس قرون وهم

في غنى عنها في التعليم والإيضاح ، و صاروا مع ذلك أقوى منّا علماً  
وأكثر تحصيلاً وما ضرهم ترك الصور في دراستهم“

(جاندار کی تصویر مطلقاً حرام ہے، ان احادیث کے عموم کی وجہ سے جو اس  
بارے میں آئی ہیں، اور یہ تصاویر تعلیم کے لئے کوئی ضروری نہیں ہیں، بلکہ محض زیادہ  
وضاحت کی وجہ سے امور کمال میں سے ہو سکتے ہیں، اور یہاں ان کے علاوہ توضیح و  
تفہیم کے دوسرے وسائل بھی موجود ہیں جن کے ذریعہ طالب علموں اور پڑھنے  
والوں کو سمجھانے کا کام لیکر تصاویر سے مستغنی ہو سکتے ہیں۔ اور لوگوں پر کئی زمانے  
ایسے گزرے ہیں کہ وہ تعلیم و تفہیم میں ان تصاویر سے مستغنی تھے اور اس کے باوجود علم  
میں ہم سے زیادہ قوی اور تحصیل میں ہم سے زیادہ وسیع رہے، اور ان کو تصاویر کا  
ترک کرنا کچھ نقصان نہیں دیا) (۱)

(۷) ایک سوال کے جواب میں ”اللجنة الدائمة“ کے علماء و مفتیان  
حضرات نے لکھا ہے:

”تصوير الأحياء حرام ، بل من كبائر الذنوب ، سوء اتخذ المصور  
ذلك مهنة له أم لم يتخذ مهنة ، و سواء كان التصوير نقشاً أم رسماً بالقلم و  
نحوه أم عكساً بالكاميرا و نحوها من الآلات ، أم نحتاً لأحجار و نحوها ،  
و سواء كان ذلك للذكرى أم لغيرها“

(جاندار کی تصویر حرام ہے بلکہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، خواہ تصویر لینے  
والے نے اس کام کو پیشہ بنالیا ہو یا وہ پیشہ نہ بنایا ہو، اور خواہ وہ تصویر نقش ہو یا قلم  
وغیرہ سے بنائی ہو یا کیمرے وغیرہ آلات سے لیا ہوا عکس ہو یا درختوں وغیرہ کو کاٹ

کر بنایا ہو، پھر وہ برائے یادداشت ہو یا کسی اور وجہ سے لی گئی ہو) (۱)

(۸) ”اللجنة الدائمة“ سے سوال کیا گیا کہ: ”برطانیہ میں بعض علماء حالت جماعت میں نمازیوں کی اور قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے بچوں کی تصویریں لینے کے قائل ہیں کیونکہ ان تصاویر کو جب مجلات و جرائد میں نشر کیا جاتا ہے تو غیر مسلم اس سے متاثر ہوتے اور اسلام اور مسلمانوں کو جاننے میں رغبت کرتے ہیں؟ اس کے جواب میں مفتیان کرام نے لکھا ہے:

”تصویر ذوات الأرواح حرام ، سواء كانت الصور لإنسان أم حيوان آخر ، وسواء كانت لمصل أم قارئ قرآن أم غيرهما ، لما ثبت في تحريم ذلك من الأحاديث الصحيحة ، ولا يجوز نشر الصور في الجرائد والمجلات والرسائل ، ولو كانت المصلين أو المتوضئين أو قراءة القرآن رجاء نشر الاسلام والترغيب في معرفته والدخول فيه ، لأنه لا يجوز اتخاذ المحرمات وسيلة البلاغ و نشر الاسلام ، ووسائل البلاغ المشروعة كثيرة فلا يعدل عنها إلى غيرها مما حرمه الله . والواقع من التصوير في الدول الاسلامية ليس حجة على جواز ه ، بل ذلك منكر للأدلة الصحيحة في ذلك ، فينبغي انكار التصوير عملاً بالأدلة“

(جاندار کی تصویر حرام ہے خواہ وہ انسان کی ہو یا کسی اور جاندار کی، اور خواہ وہ کسی مصلیٰ کی ہو یا قارئ قرآن کی یا ان کے علاوہ کسی اور کی، کیونکہ اس کی حرمت کے بارے میں احادیث صحیحہ ثابت ہیں، اور اسلام کی نشر و اشاعت اور غیروں کے اسلام کی جانب رغبت یا اس میں داخل ہونے کی امید پر تصاویر کا جرائد و رسائل میں

شائع کرنا بھی جائز نہیں، اگرچہ کہ وہ نماز پڑھنے والوں کی یاد دہانی کے لئے یا قرآن پڑھنے والوں کی تصاویر ہوں، کیونکہ حرام چیزوں کو اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا ذریعہ بنانا جائز نہیں، جبکہ مشروع وسائل تبلیغ و دعوت بھی بہت سے موجود ہیں، تو ان وسائل کو جنہیں اللہ نے حرام قرار دیا ہے اختیار کر کے مباح وسائل سے اعراض نہیں کیا جاسکتا، اور رہا عرب ممالک میں تصویر کا رواج تو یہ اس کے جواز پر حجت نہیں ہے، بلکہ یہ دلائل صحیحہ کی وجہ سے منکر ہے اور تصویر پر انکار و تکفیر دلائل پر عمل کرتے ہوئے ضروری ہے (۱)

(۹) ”اللجنة الدائمة“ سے ایک سوال میں پوچھا گیا کہ کلاسیکی و فنی تصویریں بنانے کا کیا حکم ہے؟ اس کے جواب میں حضرات علماء ”اللجنة الدائمة“ نے اپنے فتوے میں کہا ہے کہ:

”مدار التحريم في التصوير كونه تصويراً لذوات الأرواح، سواء كان نحتاً أم تلويحاً في جدار أو قماش أو ورق، أم كان نسيجاً، و سواء كان بريشة أم قلم أم بجهاز، وسواء كان للشئ على طبيعته أم دخلة الخيال، فصغر أو كبر أو جمل أو شوه أو جعل خطوطاً تمثل الهيكل العظمي، فمناطق التحريم كون ما صور من ذوات الأرواح ولو كالصور الخيالية التي تجعل لمن يمثل القدامى من الفراعنة وقادة الحروب الصليبية وجنودها، و كصورة عيسى و مريم المقامتين في الكنائس“

(حرمت تصویر کا مدار جاندار کی تصویر ہونا ہے خواہ وہ تراش کر ہو یا دیوار،

(۱) فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۱/۲۸۶-۲۸۷، رقم: ۲۹۲۲

کپڑے یا کاغذ پر رنگنے سے ہو، یا بننے سے ہو، اور خواہ وہ ریشہ سے ہو یا قلم سے یا آلے سے ہو، اور خواہ وہ کسی چیز کی اصل فطرت پر بنائی جائے یا اس میں خیال کو دخل ہو اور اصل سے چھوٹی یا اس سے بڑی یا اس سے خوبصورت یا بدصورت بنائی جائے، یا لکیریں کھینچ کر اس طرح بنائی جائے کہ کسی بھاری بھر کم ہیکل کا پارٹ ادا کرے۔ الغرض مدار حرمت جاندار چیزوں کی تصویر ہونا ہے، اگرچہ کہ وہ خیالیہ صورتیں ہی کیوں نہ ہوں جو (مثلاً) فراعنہ یا صلیبی جنگوں کے قائدین اور سپاہیوں میں سے پرانے لوگوں کا پارٹ ادا کرے، یا جیسے حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی وہ تصاویر جو چرچ میں نصب کی گئی ہیں) (۱)

(۱۰) فتاویٰ اللجنة الدائمة: میں ہے کہ یہ سوال کیا گیا کہ: ”ما حکم تصویر الصور الشمسية للحاجة أو الزينة؟“ (شمسی تصویر کسی حاجت یا برائے زینت لینے کا کیا حکم ہے؟) اس کا جواب وہاں کے متعدد علماء نے لکھا کہ:

”تصویر الأحياء محرم، إلا ما دعت إليه الضرورة كالصورة من أجل التابعة و جواز السفر، وتصویر المجرمين لضبطهم و معرفتهم، ليقبض عليهم إذا أحدثوا جريمة ولجأوا إلى الفرار، و نحو هذا مما لا بد منه“ (جاندار چیزوں کی تصویر حرام ہے الا یہ کہ کوئی ضرورت اس کا تقاضا کرے، جیسے شہریت اور پاسپورٹ کے لئے تصویر، یا مجرمین کو پکڑنے اور پہچاننے کے لئے ان کی تصویر لینا تاکہ جرائم کے ارتکاب اور راہ فرار اختیار کرنے پر ان کو پکڑا جاسکے، یا اس جیسے ضروری کام جن کے بغیر چارہ نہیں) (۲)

(۱) فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۲۸۲/۱، رقم: ۵۰۶۸ (۲) فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۲۵۸/۱، رقم:

یہاں تک ”اللجنة الدائمة“ کے فتاویٰ میں سے دس فتاویٰ نقل کئے گئے جن میں صاف و واضح الفاظ میں علماء عرب نے تصویر عکسی کو بھی حرام و ناجائز قرار دیا ہے، اور اس کو آئینہ کے عکس کی طرح قرار دینے کو غلط اور قیاس فاسد ٹھہرایا ہے۔ اس سے روز روشن کی طرح یہ واضح ہے کہ وہاں کے جمہور علماء بھی اسی کے قائل ہیں کہ یہ شمسی و عکسی تصویر جو کیمرے سے لی جاتی ہے وہ بھی حرام ہے اور احادیث حرمت کے عموم میں داخل اور موجب لعنت گناہ ہے۔

### شیخ علامہ محمد علی الصابونی کا فتویٰ

علامہ شیخ مفسر محمد علی الصابونی جو کہ جامعہ ام القریٰ / مکتہ المکرمہ کے استاذ رہے ہیں اور متعدد علمی کتابوں کے مصنف ہیں، انھوں نے اپنی کتاب ”روائع البیان“ میں لکھا ہے:

یری بعض المتأخرین من الفقهاء أن التصوير الشمسي (الفوتوغرافي) لا يدخل في دائرة التحريم ، الذي يشمل التصوير باليد المحرم . والحق أن التصوير الشمسي الفوتوغرافي لا يخرج عن كونه نوعاً من أنواع التصوير فما يخرج بالآلة يسمى صورة ، والشخص الذي يحترف هذه الحرفة يسمى في اللغة والعرف مصوراً ، فهو وإن كان لا يشمل النص الصريح لأنه ليس تصويراً باليد ، وليس فيه مضاهاة لخلق الله ، إلا أنه لا يخرج عن كونه ضرباً من ضروب التصوير ، فينبغي أن يقتصر في الإباحة على حد الضرورة“

(بعض متأخرین فقہاء کی رائے ہے کہ فوٹوگرافی کی شمسی تصویر اس حرمت کے

دائرے میں داخل نہیں جس میں ہاتھ کی حرام تصویر داخل ہے، لیکن حق یہ ہے کہ فوٹو گرافی کی شمسی تصویر، تصویر کی ایک قسم ہونے سے خارج نہیں ہے، کیونکہ جو آلے کے ذریعہ تصویر نکلتی ہے اس کو تصویر ہی کہا جاتا ہے اور جو شخص اس کا پیشہ کرتا ہے اسے لغت اور عرف میں مصور (تصویر لینے والا) کہتے ہیں، پس اس تصویر کو اگرچہ نص صریح شامل نہیں ہے کیونکہ یہ ہاتھ کی تصویر نہیں ہے اور اس میں اللہ کی تخلیق سے مشابہت بھی نہیں ہے لیکن وہ تصویر کی قسموں میں سے ایک قسم ہونے سے خارج نہیں ہے لہذا ضرورت کی حد تک اس کی اجازت کو محدود رکھنا چاہئے (۱)

### شیخ علامہ صالح الفوزان کا فتویٰ

سعودی عرب کے مشہور عالم شیخ صالح الفوزان جو وہاں کے ادارے ”ہیئۃ کبار العلماء“ کے رکن، اور ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والإفتاء“ کے ایک اہم ممبر تھے، ان کے فتاویٰ ”المنشی“ میں ہے کہ انھوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ:

”لا يجوز اقتناء الصور لذوات الأرواح إلا الصور الضرورية كصور حفيظة النفوس و البطاقة الشخصية و رخصة القيادة..... و ما عداها من الصور . فلا يجوز اقتناء ه للعب الأطفال أو لأجل تعليمهم ، لعمومات النهي عن التصوير و استعماله ، وهناك لعب الأطفال كثيرة من غير الصور و هناك وسائل التعليم من غير الصور - ومن أجاز اقتناء الصور للعب الأطفال فقولہ مرجوح“ (جاندار چیزوں کی تصویر لینا جائز نہیں مگر یہ کہ ضرورت کی

(۱) روائع البیان: فتنۃ تصویر العلماء: ۶۳-۶۵



تصاویر ہوں، جیسے پیدائشی سرٹیفکیٹ، شناختی کارڈ اور ڈرائیونگ لائسنس وغیرہ کی تصاویر، لہذا تصویر اور اس کے استعمال سے نہی کے عام ہونے کی وجہ سے بچوں کے کھیل اور ان کی تعلیم کے لئے تصاویر کا لینا بھی جائز نہیں، اور پھر بچوں کے بغیر تصاویر کے کھلونے بھی بہت موجود ہیں اور تعلیمی وسائل بھی بے تصویر کے بہت سے ہیں، اور جس نے بچوں کے کھلونوں کی تصویر کو جائز کہا اس کا قول مرجوح ہے (۱)

شیخ صالح الفوزان سے معلوم کیا گیا کہ بچوں کے کپڑوں پر تصاویر ہوتی ہیں کیا ان کا خریدنا اور بچوں کو پہنانا جائز ہے؟ تو آپ نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”لا يجوز شراء الملابس التي فيها صور ورسوم ذوات الأرواح من الآدميين أو البهائم أو الطيور ؛ لأنه يحرم التصوير واستعماله للأحاديث الصحيحة التي تنهى عن ذلك و تتوعد عليه بأشد الوعيد ، فقد لعن رسول الله ﷺ المصورين و أخبر أنهم أشد الناس عذاباً يوم القيامة ، فلا يجوز لبس الثوب الذي فيه الصورة ولا يجوز إلباسه الصبي الصغير ، والواجب شراء الملابس الخالية من الصور و هي كثيرة“

(ان لباسوں کا خریدنا جائز نہیں جن میں انسانوں یا جانوروں یا پرندوں میں سے کسی جاندار کی تصویر اور نقشے ہوں، کیونکہ تصویر لینا اور اس کا استعمال حرام ہے ان احادیث کی وجہ سے جو اس سے منع کرتی ہیں اور اس پر سخت وعید سناتی ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تصویر لینے والوں پر لعنت کی اور خبر دی ہے کہ وہ قیامت کے دن تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب میں ہوں گے، لہذا ایسے کپڑوں کا پہننا اور

چھوٹے بچوں کو پہنانا جن میں تصویر ہو جائز نہیں، اور واجب ہے کہ تصویر سے خالی کپڑے خریدے جائیں، اور ایسے کپڑے بہت ہیں (۱)

شیخ علامہ صالح الفوزان سے پوچھا گیا کہ کیا عورت کار وغیرہ کی ڈرائیونگ کر سکتی ہے تو فرمایا کہ: عورت کے لئے ڈرائیونگ کرنا جائز نہیں ہے، پھر اس کی متعدد وجوہات بیان کرتے ہوئے ایک وجہ یہ بھی بیان کی ہے کہ:

”لأن قيادتها للسيارة تحوجها إلى طلب رخصة قيادة، وهذا يحوجها إلى التصوير، و تصوير النساء حتى في هذه الحالة يحرم لما فيه من الفتنة والمحاذير العظيمة“ (کیونکہ عورت کا کار کی ڈرائیونگ کرنا اس کو ڈرائیونگ لائسنس کا محتاج بنائے گا اور اس کے لئے تصویر کی ضرورت پڑے گی، اور عورت کی تصویر اس ضروری حالت میں بھی حرام ہے کیونکہ اس میں فتنہ اور بڑے مفسد ہیں) (۲)

### شیخ ناصر الدین الالبانی کا فتویٰ

معروف سلفی عالم شیخ ناصر الدین الالبانی نے ایک سوال متعلقہ تصویر کے جواب میں لکھا ہے کہ:

”التحریم يشمل الصورة التي ليست مجسمة ولا ظل لها، لعموم قول جبريل عليه السلام: ”فإننا لا ندخل بيتا فيه تماثيل“ وهي الصور، ويؤده أن التماثيل التي كانت على القرام لا ظل لها، ولا فرق في ذلك بين ما كان منه تطريزاً على الثوب أو كتابة على الورق أو رسماً بالآلة الفوتوغرافية؛

(۱) المنتقى: ۲۰۳/۳ (۲) المنتقى: ۱۸۷/۵

إذ كل ذلك صورة و تصوير ، و التفريق بين التصوير اليدوي والتصوير  
الفوتوغرافي - فيحرم الأول دون الثاني - ظاهرة عصرية و جمود لا يحمد“  
(حرمت کا حکم اس تصویر کو بھی شامل ہے جو مجسمہ نہیں اور جس کا سایہ نہیں ہوتا، حضرت  
جبریل کے اس قول کی وجہ سے کہ: ”ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں  
تماثیل ہوں“ اور تماثیل تصاویر ہیں، اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ وہ  
تماثیل جو (حضرت عائشہ کے گھر میں) ایک پردے پر تھے ان کا سایہ نہیں تھا، (پھر  
بھی اللہ کے رسول نے اس سے منع کیا) لہذا اس سلسلہ میں کوئی فرق نہیں اس تصویر  
میں جو کپڑے پر نقش ہو یا کاغذ پر لکھی ہو یا کیمرے سے چھڑائی ہو کیونکہ یہ سب تصویر  
سازی اور تصویر ہے، اور ہاتھ کی تصویر اور فوٹو گرافی کی تصویر میں فرق کرنا کہ پہلی کو  
حرام قرار دیا جائے اور دوسری کو نہیں، یہ موجودہ دور کی ظاہر پرستی اور جمود ہے جو کسی  
طرح قابل ستائش نہیں) (۱)

شیخ ناصر الدین البانی نے اپنے رسالہ ”آداب الزفاف“ میں بھی تصویر کشی کے  
مسئلہ پر کلام کیا ہے، وہ شادی کے موقع پر ہونے والے محرمات پر تنبیہ کرتے ہوئے  
لکھتے ہیں کہ:

”ويجب عليه أن يمتنع من كل ما فيه مخالفة للشرع ، و خاصة ما  
اعتاده الناس في مثل هذه المناسبة ، حتى ظن كثير منهم - بسبب سكوت  
العلماء - أن لا بأس فيها ، و أنا أنبه هنا على أمور هامة منها : الأول :  
تعليق الصور على الجدران ، سواء كانت مجسمة أو غير مجسمة لها ظل  
أو لا ظل لها ، يدوية أو فوتوغرافية ، فإن ذلك كله لا يجوز ، و يجب على

المستطیع نزعها إن لم یستطع تمزیقها“

( آدمی پر واجب ہے کہ ہر اس چیز سے بچے جس میں شریعت کی مخالفت ہو اور خاص طور پر اس سے جو لوگوں نے اس جیسی تقریبات میں عادت بنالی ہے، یہاں تک کہ ان میں سے بعض نے علماء کے خاموش رہ جانے کی وجہ سے یہ گمان کر لیا کہ ان میں کوئی حرج و مضائقہ نہیں ہے میں یہاں چند اہم امور پر تنبیہ کرتا ہوں، اول دیوار پر تصاویر لٹکانا ہے، خواہ وہ مجسمہ ہو یا غیر مجسمہ ہو، خواہ اس کا سایہ ہو یا نہ ہو، اور خواہ وہ ہاتھ کی بنائی ہوئی ہو یا فوٹو گرافی کی ہو، کیونکہ یہ سب کی سب ناجائز ہیں اور طاقت رکھنے والے پر ان کو نکال دینا واجب ہے اگر ان کو پھاڑنے کی طاقت نہ ہو) (۱)

پھر شیخ البانی نے اس کے حاشیہ پر بہت تفصیل سے کلام کر کے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو ہاتھ کی تصویر اور شمسی و عکسی تصویر میں فرق کرتے ہیں، یہاں ہم ان کی عبارت کے بجائے اس کا خلاصہ نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں: آپ نے فرمایا کہ بعض لوگوں نے ہاتھ کی تصویر اور شمسی تصویر میں اس گمان سے فرق کیا ہے کہ یہ شمسی تصویر انسان کا فعل نہیں ہے، اس کا فعل تو صرف یہ ہے کہ وہ سایہ کو محفوظ کرتا ہے، اور ان لوگوں کے نزدیک اس آلہ کو بنانے والے نے جو محنت اس پر خرچ کی ہے تاکہ وہ ایک لمحہ میں اس قدر تصویریں بنا سکے جو دوسرا اس کے بغیر کئی گھنٹوں میں بھی نہیں بنا سکتا، یہ انسان کا فعل و عمل نہیں ہے اور اسی طرح تصویر بنانے والے کا اس آلے کو نشانے کی طرف لگانا اور اس سے پہلے اس کی فلم کی ریل کا اس میں سیٹ کرنا، پھر اس میں مسالہ لگانا وغیرہ بھی ان کے نزدیک انسان کا عمل نہیں ہے، اور اس تفریق کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک کسی آدمی کی تصویر گھر میں لٹکانا جبکہ وہ تصویر شمسی ہو جائز ہے اور اگر وہی

ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے تو جائز نہیں ہے، کیا تم نے ظاہر پر اس جیسا جمود بھی دیکھا ہے؟ اسی طرح شمسی تصویر کو جائز قرار دینے والوں نے تصویر بنانے کے اس طریقہ پر جمود کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں رائج تھا اور اس شمسی تصویر کے جدید طریقہ کو وہ لوگ اس سے منسلک نہیں کرتے، حالانکہ یہ تصویر شمسی بھی لغت و شرع سے بھی اور اس کے اثرات و نقصانات کے لحاظ سے بھی تصویر ہی ہے۔

شیخ البانی کہتے ہیں کہ میں نے اسی قسم کے ایک شخص سے کہا کہ تم پر لازم ہے کہ تم ان بتوں کو بھی حلال کہو جو ایک خاص آلے یعنی مشین سے کرنٹ کا ایک بٹن دبانے پر چند سکند میں دسیوں کے تعداد میں بن کر نکلتے ہیں، بتاؤ اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو وہ مبہوت رہ گیا۔ شیخ نے آخر میں کہا ہے کہ ہم ایسی تصویر کو مباح قرار دیتے ہیں جس میں اسلام اور مسلمانوں کی کوئی مصلحت ہو اور وہ تصویر کے بغیر کسی مباح ذریعہ سے حاصل نہ ہو سکے، تو ایسی تصویر جائز ہے۔ (۱)

## مصری عالم شیخ ابو ذر قلمونی کا فتویٰ

ایک مصری عالم شیخ ابو ذر قلمونی نے اپنی کتاب ”فتنة تصوير العلماء والظهور في القنوات الفضائية“ میں شمسی تصویر کو جو لوگ الکٹرانک شعاعوں کا مجموعہ کہتے ہیں اور اس کو تصویر نہیں مانتے، ان کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”ان التفريق بين الصور التي ورد تحريمها في النصوص و بين هذه الصور بأن هذه ”موجات الكترونية“ تفريق بوصف ملغي لا اعتبار لها في الشرع ؛ لأن الشرع علق الحكم على وصف المضاهاة ، فهو

الوصف المؤثر في الحكم ، أما طريقة مضاهاة الصورة فهو وصف طردي لم يتعرض له الشارع “ (بلاشبہ جن تصویروں کی حرمت نصوص میں وارد ہے ان میں اور ان تصاویر میں یہ فرق بیان کرنا کہ یہ سٹشی تصویریں ”الکٹرانک شعاعیں“ ہیں ، یہ ایسے وصف سے فرق بیان کرنا ہے جس کا شرع میں کوئی اعتبار نہیں ، کیونکہ شرع نے حرمت تصویر کا حکم اللہ کی تخلیق سے مشابہت پر معلق کیا ہے لہذا یہی وصف حکم میں مؤثر ہوگا ، رہا تصویر لینے کا طریقہ تو وہ ایسی علت ہے جس سے شارع نے کوئی تعرض نہیں کیا ہے ) (۱)

### شیخ محمد بن صالح العثیمین کا فتویٰ

عالم اسلام کے معروف عالم دین شیخ محمد بن صالح العثیمین نے بھی اس مسئلہ کے متعلق تفصیلی کلام کیا ہے ، ان کے بارے میں بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو گیا تھا کہ وہ تصویر سٹشی کے جواز کے قائل ہیں ، مگر خود آپ نے اس کی تردید کر دی ، بات یہ ہے کہ وہ بھی تصویر سٹشی کے عدم جواز کے قائل ہیں ، جیسا کہ ان کے فتاویٰ نظروں سے گزریں گے ، اور غالباً غلط فہمی کی وجہ ان کی بعض عبارات کو کما حقہ نہ سمجھنا ہے ، کیونکہ شیخ العثیمین کا نظریہ یہ ہے کہ کیمرے کی تصویر کو تصویر نہیں کہتے ، لیکن تصویر نہ ہونے کے باوجود وہ بلا ضرورت اس کو لینے اور رکھنے کے قائل نہیں ہیں ، بلکہ وہ صاف طور پر بلا ضرورت اس کو لینے کو حرام کہتے ہیں ، یہاں ان کے بعض فتاویٰ ملاحظہ کیجئے ۔

(۱) انھوں نے ایک موقع پر لکھا ہے کہ :

الحال الثالثة : أن تلتقط الصور التقاطاً بأشعة معينة بدون تعديل

وتحسين من الملتقط ، فهذا محل خلاف بين العلماء المعاصرين: فالقول الأول: أنه تصوير ، وإذا كان كذلك فإن حركة هذا الفاعل للآلة يُعدُّ تصويراً ، وإذ لولا تحريكه إياها ما انطبعت هذه الصورة على أن هذه الورقة ..... والقول الثاني : أنها ليست بتصوير ، لأن التصوير فعل المصور ، وهذا الرجل ما صوّرها في الحقيقة ، وإنما التقطها بالآلة ، والتصوير من صنع الله . ..... وهذا القول أقرب ، لأن المصور بهذه الطريقة لا يُعتبر مُبدِعاً ولا مَخْطِطاً ، ولكن يبقى النظر : هل يحل هذا الفعل أم لا ؟ والجواب : إذا كان لغرض محرم صار حراماً وإذا كان لغرض مباح صار مباحاً ، لأن الوسائل له أحكام المقاصد ، وعلى هذا فلو أن شخصاً صور إنساناً لما يسمّونه بالذكري ، سواء كانت هذه الذكري للتمتع بالنظر إليه أو التلذذ به أو من أجل الحنان والشوق إليه ؛ فإن ذلك محرّم ولا يجوز ، لما فيه من اقتناء الصور ؛ لأنه لا شك أن هذه صورة ، ولا أحد ينكر ذلك . وإذا كان لغرض مباح كما يوجد في التابعة والرخصة والجواز وما أشبهه ، فهذا يكون مباحاً “ (تصوير کی دوسری صورت یہ ہے کہ تصاویر خاص قسم کی شعاعوں کے ذریعہ تصویر اتارنے والے کے کچھ بنانے سنوارنے کے عمل کے بغیر اتاری جائیں ، یہ صورت معاصر علماء کے مابین محل اختلاف ہے ، اس بارے میں پہلا قول یہ ہے کہ یہ بھی تصویر ہی ہے اور جب ایسا ہے تو اس کام کے کرنے والے کا اس آلہ (کیمرے) کو حرکت دینا تصویر بنانا شمار ہوگا ، کیونکہ اگر وہ اس آلہ کو حرکت نہ دے تو کاغذ پر تصویر چھپ نہیں سکتی ، اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ تصویر نہیں ہے کیونکہ تصویر تو تصویر لینے والے کا فعل ہوتا ہے ، اور اس شخص

نے حقیقت میں تصویر نہیں بنائی، بلکہ اس نے تو صرف صورت کو آلہ کے ذریعہ اُتارا ہے، اور صورت بنانا تو اللہ کا کام ہے،..... یہ قول اقرب ہے، کیونکہ اس طریقے سے تصویر لینے والے کو کسی چیز کا بنانے والا اور اس کا نقشہ تیار کرنے والا نہیں شمار کیا جاتا، لیکن یہ بات قابل غور باقی ہے کہ یہ تصویر شمسی لینے کا کام جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی حرام مقصد سے ہو تو یہ حرام ہو جائے گا اور اگر کسی مباح مقصد سے ہو تو جائز ہوگا: اس لئے کہ وسائل مقاصد کے حکم میں ہوتے ہیں، اس اصول پر اگر کوئی شخص یادگار کے طور پر تصویر لیتا ہے خواہ اس لئے کہ اس کو دیکھا کرے یا اس لئے کہ اس سے لذت حاصل کرے یا شوق و رغبت دکھائے تو یہ حرام ہے، جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں تصویر کا حاصل و جمع کرنا پایا جاتا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تصویر ہے اور اس کا کوئی انکار کرنے والا نہیں، اور اگر کوئی کسی مباح و جائز غرض سے ہو جیسے شہریت یا لائسنس یا پاسپورٹ وغیرہ میں پائی جاتی ہے تو وہ جائز ہے (۱)

(۲) ایک اور موقع پر کہتے ہیں کہ:

”وأما التصوير بالآلة وهي (الكاميرا) التي تنطبع الصورة بواسطتها من غير أن يكون للمصور فيها أثر بتخطيط الصورة و ملاحظتها، فهذه موضع خلاف بين المتأخرين: فمنهم من منعها ومنهم من أجازها، . . . . . الاحتياط الامتناع من ذلك، لأنه من المتشابهات، ومن اتقى الشبهات استبرأ لدينه و عرضه، لكن لو احتاج إلى ذلك لأغراض معينة كإثبات الشخصية فلا بأس به لأن الحاجة ترفع الشبهة“

(۱) مجموع فتاویٰ و رسائل الشیخ العثیمین: ۲۸۵/۱۰



(رہا آلہ یعنی کیمرے سے تصویر لینا جس کے واسطے سے صورت اور اس کے خط و خال کا نقشہ، تصویر کھینچنے والے کے بنائے بغیر ہی چھپ جاتا ہے تو یہ متأخرین علماء کے درمیان اختلافی صورت ہے، بعض نے اس سے منع کیا اور بعض نے اس کی اجازت دی، احتیاط اس سے بچنے میں ہے، کیونکہ یہ تشابہات میں سے ہے اور جو شبہات سے بچتا ہے وہ اپنے دین و آبرو کو بچا لیتا ہے، ہاں اگر مخصوص مقاصد کے لئے اس کی حاجت و ضرورت پڑے جیسے شناختی کارڈ وغیرہ تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ حاجت و ضرورت شبہ کو ختم کر دیتا ہے) (۱)

(۳) ایک اور فتوے میں فرمایا کہ:

”جمع الصور للذكری محرم، ولا يجوز للإنسان أن يقتني صورة إلا ما دعت إليه الحاجة أو الضرورة إلى ذلك كصور رخص القيادة و صور الإقامة و بطاقة إثبات الشخصية و بطاقة جواز السفر وأما ما ليس له حاجة وإنما هو للذكری فإن اقتناؤه حرام، لأن الملائكة لا تدخل بيتا فيه صورة“ (یادداشت کیلئے تصاویر کا جمع کرنا حرام ہے، اور انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ تصویر لے مگر جب کہ اس کی حاجت یا ضرورت ہو، جیسے ڈرائیونگ لائسنس کی تصویریں، اقامہ کی اور شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کی تصویریں، اور وہ تصاویر جن کی حاجت نہیں اور وہ صرف یادداشت کے لئے ہیں تو ان کا لینا حرام ہے، کیونکہ ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو) (۲)

(۴) بعض لوگوں نے شیخ العثیمین کی طرف یہ منسوب کیا کہ وہ صرف مجسم تصاویر کو حرام کہتے ہیں اور دوسری تصاویر ششی کو جائز کہتے ہیں، کسی نے اس بارے میں

(۱) مجموع فتاویٰ و رسائل الشیخ العثیمین ۲۱۰/۱۲ (۲) فتاویٰ اسلامیة: ۳۶۱/۴

شیخ سے سوال کیا تو جواب میں کہا کہ:

”من نسب إلینا أن المحرم من الصور هو المجسم، وأن ذلك غیر حرام، فقد کذب علینا، ونحن نرى أنه لا یجوز لبس ما فیہ صورة سواء کان من لباس الصغار ۰ و من لباس الکبار وأنه لا یجوز اقتناء الصور للذکرى أو غیرها إلا ما دعت الضرورة أو الحاجة إلیه مثل التابعیة والرخصة“

(جس نے ہماری جانب یہ منسوب کیا کہ تصاویر میں سے صرف وہ حرام ہیں جو مجسم ہیں اور یہ کہ اس کے علاوہ دوسری تصاویر حرام نہیں ہیں اس نے ہم پر جھوٹ باندھا ہے، اور ہم یہ رائے رکھتے ہیں کہ اس چیز کا پہننا جائز نہیں جس میں تصویر ہو خواہ وہ بچوں کے لباس میں سے ہوں یا بڑوں کے لباس میں سے ہو، اور یادداشت کے طور پر یا کسی اور غرض سے تصویر کا لینا جائز نہیں، مگر یہ کہ ضرورت یا حاجت پڑ جائے جیسے شہریت یا لائسنس کے لئے تصویر) (۱)

(۵) آپ سے سوال ہوا کہ فوٹو گرافی کے آلہ سے تصویر کا کیا حکم ہے؟ تو جواب

میں کہا کہ:

”التقاط الصور بآلة الفوتوغرافية الفورية التى لا تحتاج إلى عمل بید فإن هذا لا بأس به؛ لأنه لا یدخل فى التصوير، ولكن یرقى النظر، ما هو الغرض من هذا الالتقاط؟ إذا کان الغرض من هذا الالتقاط هو أن یقتنیها الإنسان ولو للذکرى صار ذلك الالتقاط محرماً، وذلك لأن الوسائل لها أحكام المقاصد، واقتناء الصور للذکرى محرم“

(فوٹو گرافی آلہ یعنی کیمرے کے ذریعہ تصویر لینا جس میں ہاتھ کے عمل کی

ضرورت نہیں پڑتی، اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ تصویر میں داخل نہیں، لیکن یہ بات قابل غور رہ جاتی ہے کہ اس فوٹو گرافی کی تصویر کی غرض کیا ہے؟ اگر تصویر لینے سے غرض یہ ہے کہ انسان اس کو محفوظ کرے اگرچہ کہ وہ محض یادداشت کے لئے ہو تو یہ حرام ہو جائے گا کیونکہ وسائل کو مقاصد کا حکم دیا جاتا ہے اور تصاویر کا محفوظ کرنا حرام ہے (۱)

(۶) ایک صاحب کے سوال کے جواب میں شیخ العثیمین نے خط لکھا، اس میں فرماتے ہیں کہ:

”وما أشرتم إليه من تكرار جوابي على إباحة الصورة المأخوذة بالآلة فإنني أفيد أخی أننی لم أبح اتخاذ الصورة إلا ما دعت الضرورة أو الحاجة إليه كالتابعة والرخصة وإثبات الحقائق ونحوها - وأما اتخاذ الصور للتعظيم أو للذكرى أو للتمتع بالنظر إليه أو للتلذذ بها، فإنني لا أبح ذلك، سواء كان تمثالا أو رقما، وسواء كان مرقوما باليد أو بالآلة لعموم قول النبي ﷺ: لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة“ وما زالت أفتي بذلك“

(اور جو تم نے آلے سے لی جانے والی تصویر کے جائز ہونے کے بارے میں میرے بار بار جواب کی جانب اشارہ کیا ہے تو میرے بھائی کو یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ میں نے تصویر لینے کی اجازت نہیں دی مگر صرف اس کی جس کی ضرورت یا حاجت ہو، جیسے شہریت و لائسنس اور حقائق کے ثبوت دینے اور اس جیسی امور کے لئے، لیکن تعظیم کے لئے یا یادگار کے طور پر یا اس کو دیکھ کر فائدہ اٹھانے یا لذت حاصل کرنے کے لئے لینے کو میں نے جائز نہیں قرار دیا، خواہ وہ مجسمہ ہو یا چھڑانا ہو یا خواہ وہ ہاتھ سے لکھی ہو یا آلے سے لی ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا قول عام ہے کہ: اس گھر میں فرشتے داخل نہیں

ہوتے جس میں تصویر ہو، میں برابر یہی فتویٰ دیتا آ رہا ہوں (۱)

## ٹی وی اور ویڈیو کی تصویر بھی حرام ہے

عکسی تصویر کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ٹی وی اور ویڈیو کے بارے میں بھی ان علماء عرب کے فتاویٰ سے ان کا نظریہ پیش کر دیں، ان حضرات کے فتاویٰ سے اس سلسلہ میں بھی معلوم ہوتا ہے کہ ٹی وی کی موجودہ صورت حال میں وہ اس کو جائز نہیں حرام قرار دیتے ہیں، اسی طرح ویڈیو کی تصاویر کو بھی حرام کہتے ہیں، ہاں اگر ان دونوں کو جاندار کی تصویر اور دیگر محرّمات سے پاک کر لیا جائے اور ان کے ذریعہ کوئی دینی پروگرام یا جائز پروگرام پیش کیا جائے تو یہ حضرات اس صورت میں ان قیودات کے ساتھ ان کو جائز کہتے ہیں۔ اور یہی تمام علماء کا نظریہ ہے، اور ہم نے اس پر اپنی کتاب ”ٹیلی ویژن اسلامی نقطہ نظر سے“ میں سیر حاصل بحث کر دی ہے۔

لیجئے اس سلسلہ میں علماء عرب کے چند فتاویٰ ملاحظہ کیجئے۔

(۱) ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء“ سے کسی نے ٹیلی ویژن کے بارے میں جواز و عدم جواز کا سوال کیا ہے، اس کے جواب میں ”اللجنة الدائمة“ کے مفتیان: شیخ علامہ عبدالعزیز ابن باز، شیخ عبدالرزاق عقیفی، شیخ عبداللہ بن عدیان اور شیخ عبداللہ بن قعود، ان سب نے یہ جواب لکھا ہے:

”وأما التلفزيون فيحرم ما فيه من غناء و موسيقى و تصوير و عرض صور و نحو ذلك من المنكرات ، و يباح ما فيه من محاضرات إسلامية و نشرات تجارية أو سياسية و نحو ذلك مما لم يرد في الشرع

(۱) فتاویٰ الشیخ العثیمین: ۲۴۷/۱۲

منعہ ، وإذا غلب شره على خيره كان الحكم للغالب“ (اورر ہا ٹیلی ویژن تو اس میں جو گانا، موسیقی اور تصویر سازی اور تصاویر کی پیشکش، اور دیگر منکرات پائے جاتے ہیں یہ حرام ہیں، اور اس (ٹیلی ویژن) میں جو اسلامی محاضرات اور تجارتی اور سیاسی خبریں وغیرہ ہوتے ہیں وہ جائز ہیں جن کا ممنوع ہونا شرع میں وارد نہیں، اور اگر اس میں شر کو خیر پر غلبہ ہو جائے تو حکم غالب کا ہوگا) (۱)

(۲) اسی طرح ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء“ کی جانب سے ایک اور فتوے میں، جو اس سوال کے جواب میں ہے کہ:

”آپ لوگ بہت پہلے سے تصویر کی حرمت کا فتویٰ دے چکے ہیں، مگر آجکل تصویر کی ایک قسم پائی جاتی ہے جس کو ہم ٹیلی ویژن اور ویڈیو وغیرہ فلمی ریلوں میں دیکھتے ہیں اس طرح کہ آدمی کی صورت - جیسا لوگ کہتے ہیں - محسوس معلوم ہوتی ہے اور ایک طویل زمانے تک کے لئے محفوظ ہو جاتی ہے، تو اس تصویر کا کیا حکم ہے؟“

اس کے جواب میں ”اللجنة الدائمة“ نے لکھا ہے کہ: ”حکم التصوير یعم ما ذکر ت“ (تصویر کا حکم ان سب کو شامل ہے جو آپ نے ذکر کئے ہیں) (۲)

(۳) ”اللجنة الدائمة“ سے ایک سوال یہ کیا گیا کہ:

”هل التصوير الذي تستخدم فيه كاميرا الفيديو، يقع حكمه تحت التصوير الفوتوغرافي؟ (کیا وہ تصویر جس میں ویڈیو کیمر استعمال کیا جاتا ہے، اس کا حکم فوٹو گرافی کی تصویر کے تحت داخل ہے؟)

اس کا جواب ”اللجنة الدائمة“ نے لکھا اور اس فتوے پر سعودی عرب کے

(۱) فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۴۶۶/۱، رقم الفتویٰ: ۴۵۱۳ (۲) فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۴۶۷/۱

چھ علماء کے دستخط ثبت ہیں، اور وہ علماء یہ ہیں: صدر لجنہ شیخ عبدالعزیز ابن باز، نائب صدر شیخ عبدالرزاق العفیفی، رکن لجنہ عبداللہ بن عبد بان، رکن لجنہ شیخ صالح بن فوزان، رکن لجنہ شیخ عبدالعزیز آل الشیخ، رکن لجنہ شیخ بکر بن عبداللہ البوزید، ان سب علماء کی تصدیق سے یہ جواب لکھا گیا کہ:

”نعم، حکم التصوير بالفيديو حكم التصوير الفوتوغرافي بالمنع والتحریم لعموم الأدلة“ (ہاں! ویڈیو کی تصویر کا حکم بھی عموم دلائل کی وجہ سے فوٹو گرافی کی تصویر کی طرح منع و حرام ہونے ہی کا حکم رکھتا ہے) (۱)

(۴) ایک مصری عالم شیخ ابو ذر قلمونی نے اپنی کتاب ”فتنة تصوير العلماء والظهور في القنوات الفضائية“ میں ”مجلة الجوث، عدد: ۴۲، ص: ۱۶۱ کے حوالے سے لکھا ہے کہ شیخ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ: ”ویڈیو کے ذریعہ محاضرات یعنی تقریر و لکچر کی تصویر لینا کیسا ہے تاکہ دوسرے مواقع پر ان سے استفادہ کیا جائے؟ اس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ:

”هذا محل نظر، و تسجيلها بالأشرطة أمر مطلوب ولا يحتاج معها إلى الصورة ولكن الصورة قد يحتاج إليها بعض الأحيان حتى يعرف و يتحقق أن المتكلم فلان فالصورة توضح المتكلم وقد يكون ذلك لأسباب أخرى فأنا عندي في هذا توقف لأجل ما ورد من الأحاديث في حكم التصوير لذوات الأرواح وشدة الوعيد في ذلك“

(یہ محل نظر ہے، اور ان محاضرات و لکچرس کا کیسیٹ میں ریکارڈ کرنا مطلوب ہے، اور اس کے لئے صورت کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی، صورت کی ضرورت تو کبھی

کبھی پیش آتی ہے تاکہ معلوم و متحقق ہو کہ فلاں بول رہا ہے، لہذا تصویر تو متکلم کی وضاحت کرتی ہے، اور اس کی ضرورت کبھی بعض دوسرے اسباب سے بھی ہوتی ہے، پس مجھے اس میں اس وجہ سے توقف ہے کہ جاندار کی تصویر کا حکم اور اس بارے میں سخت وعید احادیث میں وارد ہوئی ہے (۱)

(۵) نیز شیخ علامہ عبدالعزیز ابن باز ہی سے پوچھا گیا کہ:

”هل جهاز التلفزيون يدخل ضمن التصوير أم أن ما يُعرض في هذا الجهاز من برامج سيئة هو الحرام فقط؟“ (کیا ٹیلی ویژن بھی تصویر کے حکم میں داخل ہے؟ یا اس آلے پر جو برے پروگرام پیش کئے جاتے ہیں صرف وہ حرام ہیں؟) اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ: ”كل التصوير محرّم“ (تمام قسم کی تصویریں حرام ہیں) (۲)

(۶) شیخ علامہ عبدالعزیز ابن باز لکھتے ہیں کہ:

”وأما التلفزيون فهو آلة خطيرة و أضرارها عظيمة كالسينما أو أشد ، وقد علمنا عنه من الرسائل المؤلفة في شأنه و من كلام العارفين به في البلاد العربية وغيرها ما يدل على خطورته وكثرة أضراره بالعقيدة والأخلاق وأحوال المجتمع ، وما ذلك إلا لما يث فيه من تمثيل الأخلاق السافلة والمرائي الفاتنة والصور الخليعة وشبه العاريات والخطب الهدامة والمقالات الكفرية والترغيب في مشابهة الكفار في أخلاقهم و أزيائهم و تعظيم كبرائهم وزعمائهم والزهد في أخلاق المسلمين و أزيائهم والاحتقار لعلماء المسلمين وأبطال الإسلام

(۱) فتاویٰ تصویر العلماء: ۱۳ (۲) فتاویٰ تصویر العلماء: ۱۴

وتمثيلهم بالصور المنفرة منهم والمقتضية لاحتقارهم والإعراض عن سيرتهم وبيان طرق المكر والاحتیال والسلب والنهب والسرقة وحياسة الموامرات والعدوان على الناس ، ولاشك أن ما كان بهذه المثابة وترتبت عليه هذه المفاسد يجب منعه والحذر منه وسد الأبواب المفضية إليه ، فإذا أنكره الاخوان المتطوعون و حذروا منه فلا لوم عليهم في ذلك لأن ذلك من النصح لله و لعباده“

(رہا ٹیلی ویژن تو وہ ایک خطرناک آلہ ہے اور اس کے نقصانات سنیما کی طرح بہت بڑے ہیں بلکہ اس سے بھی شدید ہیں، اور ہم ٹیلی ویژن کے بارے میں لکھے ہوئے رسائل اور عرب ممالک وغیرہ میں اس کی جانکاری رکھنے والے لوگوں کے کلام سے یقیناً اس کے متعلق وہ باتیں جانتے ہیں جو اس کی خطرناکی اور عقیدے، اخلاق اور معاشرے کے احوال پر اس کے نقصانات پر دلالت کرتے، اور یہ اسی لئے ہے کہ اس میں گرے ہوئے اخلاق اور فتنہ پرور مرثیوں، فحش اور ننگی عورتوں کی تصاویر اور دین کو منہدم کرنے والے بیانات اور کفریہ مقالات اور اخلاق و عادات اور طور طریقوں میں کفار سے مشابہت کی ترغیب، اور ان کے بڑوں اور لیڈروں کی تعظیم، اور مسلمانوں کے اخلاق و طور و طریقوں سے بے رغبتی اور ان کے علماء اور اسلام کے بہادروں کی تحقیر و توہین اور ان سے نفرت پیدا کرنے والی اور ان کی حقارت کا تقاضا کرنے والی تصاویر اور ان کی سیرتوں سے اعراض، اور دھوکہ، حیلہ بازی، لوٹ گھسٹ، چوری اور سازشوں اور لوگوں پر ظلم زبردستی کی نقالی کو پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو چیز اس حالت پر ہو اور اس پر یہ مفاسد مرتب ہوتے ہوں، اس سے منع کرنا، ڈرانا اور اس تک لے جانے والے دروازوں کو بند کرنا



واجب ہے، لہذا جو مطوع (رضا کار) بھائی اس پر انکار کرتے اور اس سے ڈراتے ہیں ان پر کوئی ملامت نہیں، کیونکہ یہ اللہ کے لئے اور بندوں کے حق میں خیر خواہی ہے) (۱)

(۷) بعض لوگوں کو شیخ عبدالعزیز ابن باز کے متعلق یہ غلط فہمی تھی کہ آپ ویڈیو کو جائز کہتے ہیں، اس کے بارے میں ان سے قریب رہنے والے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ الراجی سے سوال کیا گیا، تو انھوں نے کہا کہ:

”أما بعد فياني لا أعلم أن سماحة شيخنا عبد العزيز ابن باز يفتي بجواز التصوير بالفيديو !!! وإنما الذي أعلمه أنه يفتي بمنع التصوير مطلقاً إلا للضرورة كالتصوير لبطاقة الأحوال أو جواز السفر أو لرخصة قيادة السيارة أو للشهادة العلمية“ (بعد حمد و صلوة کے واضح ہو کہ بیشک میں نہیں جانتا کہ ہمارے شیخ عبدالعزیز بن باز ویڈیو سے تصویر لینے کے جواز کا فتوے دیتے تھے، میں تو بس یہ جانتا ہوں کہ آپ مطلقاً تصویر کے ممنوع ہونے کا فتوے دیتے تھے، سوائے اس کے کہ کوئی ضرورت ہو، جیسے شناختی کارڈ، پاسپورٹ، ڈرائیونگ لائسنس، اور تعلیمی سرٹیفکیٹ کے لئے تصویر) (۲)

(۸) شیخ علامہ صالح بن فوزان سے سوال کیا گیا کہ: ”مَا حُكْمُ استخدام الوسائل التعليمية من فيديو، و سينما، وغيرهما في تدريس المواد الشرعية كالفقه والتفسير وغيرها من المواد الشرعية؟ وهل في ذلك محدود شرعي“

(شرعی علوم جیسے فقہ و تفسیر وغیرہ کی تعلیم و تدریس کے لئے ویڈیو اور سینما

وغیرہ تعلیمی وسائل سے مدد لینے کا کیا حکم ہے؟ اور کیا اس میں کوئی شرعی حد ہے؟  
اس کے جواب میں انھوں نے کہا کہ:

”الَّذِي أَرَاهُ أَنَّ ذَلِكَ لَا يُجُوزُ ؛ لِأَنَّهُ لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ مَصْحُوبًا  
بِالتَّصْوِيرِ ، وَ التَّصْوِيرِ حَرَامٌ ، وَلَيْسَ هُنَاكَ ضَرُورَةٌ تَدْعُو إِلَيْهِ “ (میرا خیال یہ  
ہے کہ یہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ ان میں لازم ہے کہ یہ تصویر سے منسلک ہوں، اور  
تصویر حرام ہے اور یہاں کوئی ایسی ضرورت بھی نہیں جو اس کی داعی ہو) (۱)  
(۹) شیخ صالح الفوزان نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ:

”المشروع للمسلم رجلاً كان أو امرأة احترام شهر رمضان و  
شغله بالطاعات وتجنب المعاصي والسيئات في كل وقت وفي رمضان  
أكد لحرمة الزمان ، والسهر لمشاهدة الأفلام والمسلسلات التي تعرض  
في التلفاز أو الفيديو أو بواسطة الدش أو استماع الملاهي والأغاني كل  
ذلك محرم ومعصية في رمضان وغيره لكنه في رمضان أشد إثماً“

(مسلمان خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو اس کے لئے مشروع یہ ہے کہ رمضان کا  
احترام کرے اور نیکیوں سے رمضان کو مشغول رکھے، اور معاصی اور گناہوں سے ہر  
وقت پرہیز کرے اور رمضان میں زمانے کے تقدس کی وجہ سے اور زیادہ کرے، اور  
فلموں اور ان پروگراموں کو دیکھنے کے لئے جاگنا جو ٹیلی ویژن اور ویڈیو یا بذریعہ  
ڈش پیش کئے جاتے ہیں یا لہو و لعب کا اور گانوں کا سننا یہ سب کا سب رمضان وغیرہ  
رمضان ہر وقت حرام ہے لیکن رمضان میں اور زیادہ گناہ کا باعث ہے) (۲)

(۱۰) شیخ ناصر الدین الالبانی نے ایک سوال کے جواب میں ”ٹیلی ویژن“

کے بارے میں لکھا ہے:

”فہنا حينما نقول : الصور الفوتوغرافية هل هي جائزة أو محرمة؟ نقول: إنها محرمة إلا مالا بُد منه ، كذلك التلفاز ، والتلفاز - الحقيقة - من المخترعات التي هي من حيث تعلّقها بالصور والتصوير هي من جهة أخطر و أشدّ تحريماً من الصور الجامدة غير المحركة ، لكنّه في الوقت نفسه هي إذا كانت مستثناة من التحريم هي أنفع من هذه الصور الجامدة ، فإذا حكم التلفاز كحكم التصوير الفوتوغرافي وغيره ، الأصل فيه حرام ، فما كان يجوز بضرورة جاز ، سواءً في التصوير الفوتوغرافي أو ما يتعلق بالتلفاز هذا التصوير المتحرك“

(جب ہم یہاں یہ پوچھتے ہیں کہ کیا فوٹو گرافی کی تصویر جائز ہے یا حرام ہے؟ تو ہم کہتے ہیں کہ حرام ہے الا یہ کہ کوئی ضرورت ہو، اسی طرح ٹیلی ویژن بھی ہے، اور ٹیلی ویژن جو درحقیقت ان ایجادات میں سے ہونے کی وجہ سے جن کا صورتوں اور تصویر سازی سے تعلق ہے، وہ ایک اعتبار سے جامد غیر متحرک تصاویر سے زیادہ خطرناک اور سخت حرام ہے، لیکن فی الوقت وہ اگر حرام ہونے سے مستثنیٰ ہو تو جامد تصاویر سے زیادہ نفع بخش بھی ہے، پس اس صورت میں ٹیلی ویژن کا حکم فوٹو گرافی وغیرہ کی تصویر کی طرح ہے کہ اصل میں حرام ہے، لہذا جو تصویر بہ ضرورت جائز ہوگی وہ جائز ہے، خواہ وہ فوٹو گرافی کی تصویر ہو یا ٹیلی ویژن سے متعلق یہ متحرک تصویر ہو) (۱)

(۱۱) شیخ علامہ عبدالعزیز ابن باز نے اس سوال کے جواب میں کہ بعض علماء ٹی وی پر تصویر سے گریز کرتے ہیں اور آپ نے وسائل اعلام سے دعوت الی اللہ کا کام

لینے کی بات کہی ہے؟ فرمایا کہ:

”لا شك أن استغلال وسائل الإعلام في الدعوة إلى الحق و نشر أحكام الشريعة و بيان الشرك ووسائله والتحذير من ذلك و من سائر ما نهى الله عنه من أعظم المهمات بل من أوجب الواجبات . . . . . ولا شك أن البروز في التلفاز مما قد يتخرج منه بعض اهل العلم من أجل ما ورد من الأحاديث الصحيحة في التشديد في التصوير و لعن المصورين ولكن بعض أهل العلم رأى أنه لا حرج في ذلك إذا كان البروز فيه للدعوة إلى الحق و نشر أحكام الاسلام والرد على دعاة الباطل عملاً بالقاعدة الشرعية ، وهي ارتكاب أدنى المفسدتين لتفويت كبراهما إذا لم يتيسر السلامة منهما جميعاً ، وتحصيل أعلى المصلحتين ولو بتفويت الدنيا منهما إذا لم يتيسر تحصيلهما جميعاً“

(اس میں کوئی شک نہیں کہ ذرائع ابلاغ کا دعوت الی الحق، احکام شریعت کی نشر و اشاعت، شرک اور اس کے ذرائع کی وضاحت اور شرک سے اور اللہ کی منع کردہ تمام باتوں سے ڈرانے میں استعمال کرنا بڑے اہم کاموں میں سے ہے، بلکہ اہم واجبات میں سے ہے،.....، اور اس میں شک نہیں کہ بعض اہل علم ٹیلی ویژن پر آنے سے اس لئے احتراز کرتے ہیں کہ احادیث میں تصویر کے بارے میں سخت وعید اور تصویر لینے والوں پر لعنت وارد ہوئی ہے، اور بعض اہل علم کا خیال یہ ہے کہ ٹی وی پر آنے میں ایک شرعی قاعدے کی بنا پر کوئی حرج نہیں کہ جبکہ دعوت الی الحق، احکام کی نشر و اشاعت اور باطل کی دعوت دینے والوں کی تردید مقصود ہو، اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ دو مفسدوں میں سے کم درجہ کے مفسدہ کا ارتکاب کر لیا

جائے جبکہ بڑے مفسدے سے بچنا ممکن نہ ہو، اور دو مصالح میں سے اعلیٰ کو لیا جائے اگرچہ ادنیٰ کو چھوڑنا پڑے جبکہ دونوں مصالح کا پانا میسر نہ ہو (۱)

(۱۲) شیخ عبدالعزیز ابن باز نے ٹیلی ویژن میں علماء کے آنے اور پروگرام پیش کرنے کے بارے میں یہ نظریہ اپنایا ہے کہ ضرورت کے تحت یہ جائز ہے، بلا ضرورت جائز نہیں، وہ اس سلسلہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”إن علی المسئولین فی الدول الإسلامية أن یتقوا اللہ فی المسلمین وأن یولوا هذه الأمور لعلماء الخیر والهدی والحق، كما أن علی علمائنا أن لا یمتنعوا من إیضاح الحقائق بالوسائل الإعلامية وألا یدعوا هذه الوسائل للجهلة والمتهمین وأهل الإلحاد، وأن یوجهوها علی الطریقة الإسلامية حتی لا یکون فیها ما یضر المسلمین شیبا أو شبانا، رجالا أو نساء، كما وأن علی العلماء أن یقدموا للناس إجابات وافیة حول ما یشه التلفاز ریشما یتولاها الصالحون، وأن علی الدول الإسلامية أن تولی الصالحین حتی یشوا الخیر و یزرعوا الفضائل“

(اسلامی ممالک میں ذمہ داروں کو چاہئے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور ان معاملات (ٹی وی وغیرہ) کا متولی علماء خیر و علماء حق کو مقرر کریں جیسے کہ ہمارے علماء کے ذمہ ہے کہ وہ ذرائع ابلاغ سے حقائق کی وضاحت سے منع نہ کریں اور اس ذرائع کو جاہلوں اور دین میں متہم لوگوں اور اہل الحاد کے لئے نہ چھوڑ دیں اور یہ کہ ان ذرائع کو اسلامی طریقہ کے مطابق ڈھالیں یہاں تک کہ ان میں کوئی بات مسلمانوں میں سے کسی بوڑھے یا جوان، مرد یا عورت کو نقصان دینے والی بات نہ رہے، جیسے کہ

(۱) فتاویٰ الشیخ عبدالعزیز ابن باز: ۲۴۴/۵

علماء کے ذمہ ہے کہ وہ لوگوں کو اب چیزوں کے بارے میں شافی جوابات دیں جو ٹیلی ویژن نشر کرتا ہے تاکہ صالح لوگ اس کی تولیت و ذمہ داری اٹھائیں، اور اسلامی ممالک پر لازم ہے کہ صالحین کو ان کا ذمہ دار بنائیں تاکہ خیر پھیلائیں اور فضائل کو لوگوں میں بونیں (۱)

(۱۳) کتاب ”فتنۃ تصویر العلماء“ میں لکھا ہے کہ:

”قال أحد العلماء: ومنكر عظيم أن يقوم المحاضر في المساجد يحاضر الناس والمصورة (أي الكاميرا) موجهة إليه والبث المباشر (أي التلفاز والقنوات الفضائية) داخل في التحريم فهو يعتبر صورة والناس يسمونه صورة فهي محرمة“ (بعض علماء نے کہا کہ یہ بڑا منکر ہے کہ لکچر دینے والا مساجد میں لوگوں کو لکچر دے اور کیمر اس کی طرف لگا رہے، اور بلا واسطہ نشر (جیسے ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ میں ہوتا ہے وہ) بھی حرمت میں داخل ہے، کیونکہ وہ تصویر ہی شمار ہوتی ہے اور لوگ بھی اس کو تصویر ہی کہتے ہیں، لہذا یہ حرام ہے) (۲)

(۱۴) شیخ یحییٰ بن موسیٰ الزہرانی امام الجامع الکبیر، تبوک نے اپنی کتاب ”الروية الإسلامية لوسائل الاعلام“ میں ”فتاویٰ علماء البلد الحرام“ کے حوالے سے شیخ عثیمین کا یہ فتویٰ درج کیا ہے کہ:

” لا شك أن الدول الكافرة لا تألوا جهداً في إلحاق الضرر بالمسلمين عقيدةً و عبادةً و خلقاً و آداباً و أمناً، وإذا كان كذلك فلا يبعد أن تبث من المحطات ما يحقق مرادها، عليه لا يجوز اقتناءها ولا الدعاية لها ولا بيعها ولا شراؤها؛ لأن هذا من التعاون على الإثم والعدوان“

(۱) فتاویٰ شیخ ابن باز: ۲۲۸/۵ (۲) فتنۃ تصویر العلماء: ۷-۸

(بلاشبہ کافر ملک برابر و مسلسل مسلمانوں کو عقیدے و عبادت اور ان کے اخلاق و تہذیب کے لحاظ سے ضرر پہنچانے میں کوشاں ہیں، اور جب بات یہ ہے تو یہ بعید نہیں کہ یہ لوگ ان (بلاغی و اخباری) اسٹیشنوں کے ذریعہ وہ باتیں پھیلائیں جن سے ان کی مراد پوری ہوتی ہے، لہذا ٹیلی ویژن کا رکھنا، اس کی دعوت دینا، اس کا بیچنا و خریدنا سب ناجائز ہے، کیونکہ یہ گناہوں پر تعاون ہے) (۱)

(۱۵) فتاویٰ اسلامیہ میں ہے کہ ویڈیو کی فلم بیچنے کے بارے میں پوچھا گیا تو شیخ عبدالعزیز بن باز نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

”هذه الأشرطة يحرم بيعها و اقتنائها و سماع ما فيها والنظر إليها لكونها تدعو إلى الفتنه والفساد . والواجب إتلافها والإنكار على من تعاطاها هسماً لمادة الفساد وصيانة المسلمين من أسباب الفتنة“

(ان کیسٹوں کا بیچنا اور حاصل کرنا اور ان میں جو کچھ ہے اس کا سننا اور دیکھنا حرام ہے کیونکہ یہ فتنہ و فساد کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اور فساد کے مادے کو ختم کرنے اور مسلمانوں کو اسباب فتنہ سے بچانے کے لئے ان کو تلف کر دینا اور ان کے استعمال کرنے والے پر انکار کرنا واجب ہے) (۲)

(۱۶) شیخ صالح ابن عثیمین سے شادی کے موقع پر ہونے والی خرافات و منکرات کے بارے میں سوال کرتے ہوئے فوٹو گرافی اور ویڈیو گرافی کے بارے میں بھی پوچھا گیا کہ اس کا کیا حکم ہے تو ان کا جواب یہ تھا کہ:

”وأما تصوير المشهد بآلة التصوير فلا يشك عاقل في قبحة ولا

یرضی عاقل فضلا عن مومن أن تلتقط صور محارمه من الأمهات والبنات والأخوات والزوجات وغيرهن لتكون سلعة تعرض لكل أحد أو العوبة يتمتع بالنظر إليها كل فاسق . وأقبح من ذلك تصوير المشهد بواسطة الفيديو لأنه يصور المشهد حيا بالمرأى والمسمع ، وهو أمر ينكره كل ذي عقل سليم ودين مستقيم ، ولا يتخيل أحد أن يستبيحه من عنده حياء وإيمان“

(رہا اس موقعہ کی آلہ تصویر سے تصویر کشی کرنا تو کوئی عاقل اس کی قباحت میں شک نہیں کرتا اور کوئی عقلمند اس سے راضی نہیں ہوتا چہ جائیکہ کوئی مؤمن راضی ہو کہ اپنے محارم میں سے اپنی ماؤں ، بیٹیوں ، بہنوں اور بیویوں وغیرہ کی تصویر لی جائے ، تاکہ وہ ایک سامان کی طرح ہر کس و ناکس کے سامنے پیش کی جائے یا کسی کھلونے کی طرح ہر فاسق و فاجر اس کو دیکھ کر لذت لے۔ اور اس سے بھی زیادہ بری بات یہ ہے کہ اس موقعہ کی تصویر ویڈیو سے لی جائے کیونکہ یہ ویڈیو موقعہ کی تصویر کشی اس طرح کرتا ہے کہ گویا وہ آنکھوں کے سامنے زندہ موجود ہے ، اور یہ ایسی بری بات ہے کہ ہر عقل سلیم و دین مستقیم والا اس کا انکار کرتا ہے اور کوئی شخص یہ خیال نہیں کر سکتا کہ جس کے پاس حياء و ایمان ہے وہ اس کو جائز قرار دے گا) (۱)



## ”ڈش آنٹینا“ کا حکم

آج کل ایک اور چیز کا رواج ہو گیا ہے جس کو ”ڈش آنٹینا“ کہتے ہیں، اور اس کے ذریعہ دنیا بھر کے تمام ٹی وی اسٹیشنوں سے جب چاہے اور جو چاہے دیکھا جاسکتا ہے، اس کے بارے میں بھی ان علماء کے کلام میں حکم بیان کیا گیا ہے، لیجئے ملاحظہ کیجئے:

(۱) ”ڈش آنٹینا“ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا یہ جائز ہے؟ جبکہ اس میں تمام دنیا بھر کے چینلوں سے اچھی بری سب قسم کی چیزیں ٹیلی ویژن پر نمایاں کی جاتی ہیں؟ اس کا جواب شیخ رشید نے دیا کہ:

”ولا شك أن الدول الكافرة لا تألوا جهداً في إلحاق الضرر بالمسلمين عقيدةً وعبادةً وخلقاً وآداباً وأمناء، وإذا كان كذلك فلا يبعد أن تبث من هذه المحطات ما يحقق لها مرادها، وإن كانت قد تدس في ضمن ذلك ما يكون مفيداً من أجل التلبيس والترويج، لأن النفوس لا تقبل - بمقتضى الفطرة - ما كان ضرراً محضاً، ولكن المؤمن حازم فطن علمه الله تعالى كيف يقارن بين المصالح والمفاسد وبين المنافع والمضار وعنده من القوة والشجاعة ما يستطيع به التخلص من أضرار هذه المفساد والمضمار وإذا كان أمر هذه الدشوش ما ذكر في السؤال فإنه لا يجوز اقتنائها والدعاية لها ولا بيعها وشرائها لأن هذا من التعاون على الإثم والعدوان المنهي عنه“۔

(اس میں شک نہیں کہ کافر حکومتیں مسلمانوں کو عقیدے، عبادت اخلاق و آداب اور امن کے لحاظ سے نقصان پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتیں، اور جب معاملہ ایسا ہے تو یہ کوئی بعید نہیں کہ وہ ان ٹی وی اسٹیشنوں سے وہ بات نشر کریں جو ان کی مراد کو پورا کرنے والی ہو، اگرچہ اسی کے ضمن میں تلکس و ترویج کے لئے مفید باتیں بھی اس میں ٹھونس دی جاتی ہیں، کیونکہ فطرۃ نفوس ان چیزوں کو قبول نہیں کرتے جو محض نقصان دہ ہوں، لیکن مومن بڑا محتاط اور ذہین ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ یہ سکھاتے ہیں کہ وہ کس طرح مصالح و مفاسد اور منافع و مضار کے مابین جوڑ پیدا کرے، اور اس کے پاس ایک قوت و شجاعت ہے جس سے وہ ان مفاسد و مضار کے نقصان سے بچ سکتا ہے، اور جب ان ڈشوں کا معاملہ وہ ہے جو سوال میں مذکور ہے تو ان کو لینا اور ان کی دعوت دینا اور ان کا بیچنا اور خریدنا سب ناجائز ہے کیونکہ یہ گناہ اور ظلم پر تعاون ہے جس سے منع کیا گیا ہے) (۱)

(۲) شیخ عبدالعزیز ابن باز نے ”ڈش آئینا“ کے متعلق بیان کہا کہ:

”أما بعد فقد شاع في هذه الأيام بين الناس ما يسمى ”الدش“ أو بأسماء أخرى، وأنه ينقل جميع ما يث في العالم من أنواع الفتن والفساد والعقائد الباطلة والدعوة إلى أنواع الكفر والإلحاد مع ما يث من الصور النسائية ومجالس الخمر والفساد وسائر أنواع الشر الموجودة في الخارج بواسطة التلفاز - وثبت لدي أنه استعمله الكثير من الناس، وأن آلاته تباع وتصنع في البلاد، فلهذا وجب علي التنبيه على خطورته ووجوب محاربته والحذر منه وتحريم استعماله في البيوت وغيرها

وتحریم بیعہ و شرائہ وصنعتہ أيضا لما في ذلك من الضرر العظيم والفساد الكبير والتعاون على الإثم والعدوان ونشر الكفر والفساد بين المسلمين والدعوة إلى ذلك بالقول والعمل ، فالواجب على كل مسلم و مسلمة الحذر من ذلك والتواصي بتركه“

(ہمارے اس زمانے میں ایک چیز شائع ہوئی ہے جس کو لوگ ”ڈش“ وغیرہ نام رکھتے ہیں، اور یہ وہ تمام چیزیں شائع کرتی ہے جو عالم میں مختلف قسم کے فتنے و فساد، عقائد باطلہ، اور کفر والحاد کی انواع و اقسام کی طرف دعوت کی قبیل سے شائع ہوتی ہیں، ساتھ ساتھ عورتوں کی تصاویر، شراب و فساد کی مجالس اور دیگر شرور جو باہر کی دنیا میں موجود ہے اس کو بھی ٹیلی ویژن کے واسطے سے شائع کرتی ہے، اور میرے نزدیک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس کو بہت سے لوگ استعمال کرتے ہیں اور یہ آلہ ہمارے شہروں میں بھی خریدا اور بیچا اور بنایا جا رہا ہے، لہذا مجھ پر واجب ہوا کہ میں اس کے خطرہ پر اور اس کی مخالفت اور اس سے پرہیز کے واجب ہونے پر اور گھروں وغیرہ میں اس کے استعمال کے حرام ہونے پر اور اس کے خریدنے، بیچنے اور بنانے کے حرام ہونے پر لوگوں کو تنبیہ کروں، کیونکہ اس میں عظیم نقصان، بڑا فساد، اور گناہ و ظلم پر تعاون اور مسلمانوں کے درمیان کفر و فساد اور قول و عمل سے اس کی طرف دعوت ہے، لہذا ہر مسلمان مرد و عورت پر اس سے بچنا اور اس کو چھوڑنے کی نصیحت کرنا واجب ہے) (۱)

(۳) نیز شیخ ابن جبرین نے کہا کہ ”ڈش آئیٹینا“ کے بارے میں وضاحت کی ہے کہ:

”ہذا الجهاز إذا حصل به استقبال ما تبثه الدول الكافرة كاليهود والنصارى والرافضة وحصل بسببه بثة فتنة و شك وميل إلى الحرام وفعل الجرائم من الزنا ونحوه ومن السرقة والاختلاس ومن افساد المال في سبيل الحصول على الحرام من المسكرات والمخدرات ومن الشكوك في العقائد الإسلامية ونشر الشبهات التي توقع المسلم في حيرة من دينه ومن تعظيم دين الكفار وتمجيد أفعالهم وإنتاجهم ونحو ذلك من المفاسد فإنه حرام بيعه وشراؤه والدعاية له وإيراده ونشره لدخول ذلك في التعاون عليه الإثم والعدوان ولكونه يتعاطى فعلا يجره إلى الفساد“

(اس آلہ (ڈش آئیٹنا) سے جب یہود و نصاریٰ اور روافض کی کافر مملکتوں کی جانب سے نشر کی جانے والی باتوں کا استقبال ہو رہا ہے اور اس کے سبب فتنہ اور دینی امور میں شک اور حرام چیزوں کی طرف میلان بڑھ رہا ہے، اور جرائم جیسے زنا وغیرہ اور چوری و ڈکیتی اور نشہ آور چیزوں کے حاصل کرنے کے لئے مال کو بگاڑنا، اور اسلامی عقائد میں شکوک اور شبہات کی نشر و اشاعت جو مسلمان کو دین کے بارے میں حیرت میں ڈال دے، اور کافروں کے دین کی تعظیم و بڑائی اور ان کے افعال اور ان کی چیزوں کی تعریف و توصیف وغیرہ مفاسد پھیل رہے ہیں تو اس کا بچنا، خریدنا، اس کی دعوت دینا، اس کو لانا اور نشر کرنا سب حرام ہے کیونکہ یہ تعاون علی الاثم والعدوان میں داخل ہے) (۱)

ان عرب علماء کے فتاویٰ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کیمرے سے لی جانے

والی تصویر جس کو عکسی یا شمسی تصویر کہتے ہیں اور ٹی وی اور ویڈیو کی تصویریں بھی تصویر ہی کا حکم رکھتی ہیں اور عام تصویروں کی طرح ان کا حکم بھی حرام و ممنوع ہونے ہی کا ہے، اور ان میں اگر فحش و بے حیائی بھی ہو تو اس کی حرمت مزید ہو جاتی ہے، اور یہ کہ موجودہ حال میں ٹیلی ویژن ایک خطرہ ہے اور اس کو علماء کرام کی رہنمائی میں اگر اسلامی طریقہ کے مطابق ڈھال لیا جائے تو خوب ورنہ اس کی حرمت واضح ہے۔

فقط

محمد شعیب اللہ خان

مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور